

تعلیم و تدریس



ادارۂ ترقی نصاب و توسیع

تعلیم صوبہ سرحد ایبٹ آباد

تعلیم و تدریس

ادارۃ ترقی نصاب و توسیع

تعلیم صوبہ سرحد ایبٹ آباد

تعلیم و تدریس کی مجلس

تعلیم و تدریس

(۸۲ - ۸۱ ۱۹ء)

سرپرست : محمد ادریس خان ٹیپٹم تعلیمات (سکولرز) صوبہ سرحد۔

نگراں : قاضی عبدالقدوس۔ سربراہ ادارہ ترقی نصاب و

توسیع تعلیم صوبہ سرحد۔

مدیر مہتمم : محمد اقبال ملک۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر۔ ادارہ ترقی نصاب و

توسیع تعلیم صوبہ سرحد۔

ادارہ ترقی نصاب و توسیع تعلیم صوبہ سرحد ایڈب آباد

فہرست مضامین

صفحات

۱: پیش لفظ

قاضی عبدالقدوس سربراہ ادارہ ترقی نصاب
توسیع تعلیم صوبہ سرحد

۲: احوال واقعی

محمد ادریس خان۔ ناظم تعلیمات (سکولز) صوبہ سرحد۔

۳: نصاب کی تدوین و ترتیب کیا ادارہ کا کردار

میر عبدلطیف (ماہر معنون) ادارہ ترقی نصاب توسیع تعلیم صوبہ سرحد۔

۴: صوبہ سرحد میں ابتدائی تعلیم کے منصوبہ کا فروغ۔

میدان مظفر شاہ۔ سربراہ آفیسر پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ صوبہ سرحد۔

۵: صوبہ سرحد کے ساتھ ساتھ ترقیاتی پروگرام سال ۱۹۸۰-۸۱ء

محمد یوسف۔ نائب ایڈم ادارہ ترقی نصاب توسیع تعلیم صوبہ سرحد۔

۶: بینکٹ نیٹ فار سٹڈی اینڈ ٹریننگ (NUST) کی جاتہ

ناظم زھیرہ سربراہ آفیسر M. U. S. T. پشاور۔

۷: مرکز نصاب۔ جہاں اول دوم۔ ایک تجرباتی منصوبہ

محمد اعظم خان۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر ادارہ ترقی نصاب توسیع تعلیم صوبہ سرحد۔

۸: صوبہ سرحد میں درسی تکنیکی تعلیم کی پیش رفت۔

محمد عبدالخالق۔ سربراہ ایجوکیشنل ٹیچر ٹریننگ سنٹر پشاور۔

۹: صوبہ سرحد میں تعلیم بالعمان۔

محمد اعظم خان۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر ادارہ ترقی نصاب توسیع تعلیم صوبہ سرحد۔

۱۰: این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی ٹیکسٹ بک بورڈ۔

پروفیسر حبیب الرحمن۔ چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور۔

۱۱: اساتذہ کرام کے لئے ضابطہ اخلاق

محمد یعقوب۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر نظامات تعلیمات

(سکولز) صوبہ سرحد پشاور۔

۱۲: تدریس میں کتاب کا یا معنی استعمال۔

میر عبدلطیف (ماہر معنون) ادارہ ترقی نصاب توسیع تعلیم

صوبہ سرحد

۱۳: پٹنسن اسکیم موجودہ نصاب کی نمایاں خصوصیات۔

محمد جمشید خان تنولی۔ انسٹرکٹر ادارہ توسیع تعلیم ایف اے

۱۴: بحری ریکارڈ کی اہمیت۔

میر عبدلطیف میر۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر ادارہ ترقی نصاب توسیع

تعلیم صوبہ سرحد

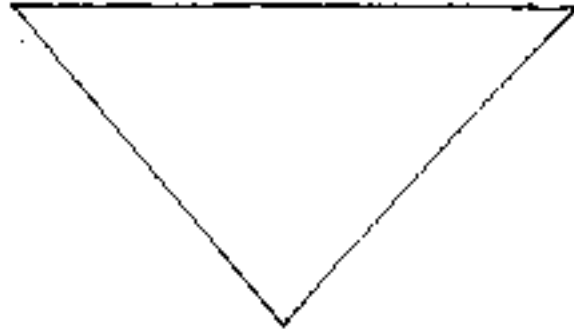
۱۵: ریاضی میں سیٹ تھیوری کی ضرورت۔

۱۶: نظام تعلیم میں جانسنے کی اہمیت۔

۱۷: صحت و تعلیم جسمانی

۱۸: نمونے کا ایک سبق۔

محمد قناز سواتی۔ انسٹرکٹر۔ ادارہ توسیع
و تعلیم صوبہ سندھ سیٹ آباد
محمد انبال ملک۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر
ادارہ ترقی نصاب تعلیم صوبہ سندھ
سید محمد شاہ۔ اسٹنٹ ڈائریکٹر فزیکل
ایجوکیشن ادارہ ترقی نصاب تعلیم صوبہ سندھ
قاضی محمد بشیر الدین۔ پرنسپل۔ گورنمنٹ
ہیجر ٹرننگ سکول ہر جسے پورے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْكَ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ -

پیش لفظ

عرصہ سے ایک ایسے مجلہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو اس صوبہ کی تعلیمی سرگرمیوں کا آبستار اور ہدایتی مطالعہ پر اساتذہ کی رہنمائی کر سکے اور جدید تعلیمی تقاضوں سے اساتذہ کو روشناس کرا سکے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایسے مجلوں کی کمی نہیں۔ ہمارے ملک میں بھی بعض صوبہ میں ایسے ضمر نامے شائع ہر دہے ہیں۔ لیکن ان کا تعلق ہمارے صوبہ کی مخصوص سرگرمیوں سے بہت کم بلکہ نہ ہونے کے مترادف ہے۔

واقعہ الحوادث نے جنوری ۱۹۸۰ء میں ادارہ ترقی نصاب کے سربراہ کی حیثیت پر چارج سنبھالے ہی اس ضرورت کو محسوس کیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس ضرورت میں شدت پیدا ہوتی گئی۔ جنوری ۱۹۸۱ء میں صوبائی رابطہ کونسل کا اجلاس محترم محمد ادریس خاں ناظم تعلیمات صوبہ سرحد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے ایک بار پھر اس ضمن میں نیزی سے کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

ادارہ نیا چند ایک ایسے پرائیکٹس میں مصروف تھا جن کا وقت پر نمودار اذ حد لازمی تھا ان میں پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ اور مرچنٹ نصاب دکتب ہائے جماعت اول و دویم کا پراجیکٹ شامل تھے۔ ان دونوں اُمم کی تکمیل کے بعد ادارہ کے تمام ممبران نے اس مجلہ کی تیاری کی طرف چھٹی توجہ دی اور ایک ماہ کی تلبیل مدت میں ادارہ مجلہ نڈا شائع کرنے میں کامیاب ہوا۔

ہمیں اس امر کا فیصلہ کرنا تھا کہ اس کام کا آغاز تعلیمی ضمر نامہ کے اصرار سے کیا جاتے جس میں صرف محکمہ کا تعلیمی سرگرمیوں اور اہم واقعات کا تذکرہ

یا ایک ایسے معیاری مجلہ شائع کیا جلتے جس میں مقتدرہ ماہر تعلیم کی طرف سے تعلیمی عنوانات پر مقالے شام ہوں۔ چونکہ مؤخر الذکر کی افادیت تعلیمی نقطہ نظر سے بہت اہم تھی اس لئے ہم نے مؤخر الذکر ضرورت کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا دوسرا مسئلہ فنڈز کی فراہمی کا تھا۔ موجودہ دور میں کاغذ کی قیمت اور طباعت کا خرچہ عملی اور ادبی سرگرمیوں میں بڑی طرح مائل ہے۔ اس لئے ہم نے ایک ماہر جناب ڈائریکٹر صاحب سے رجوع کیا انہوں نے ہماری اعانت کی وہ بہت سی مجلہ شائع کرنے کیلئے فنڈز مہیا کر دیئے۔

مجلہ کے اجراء کی ابتدا اور ادارہ ترقی نصاب سنہ کردی ہے۔ اس کو اسکے بڑھانا اور ترقی دینا کہتے مشق اساتذہ اور تجربہ کار ہیڈ ماسٹر صاحبان اور مقتدرہ ماہرین تعلیم کے ذمہ ہے۔ پہلا مجلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسے قبیل قدرت میں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا معیار مجھے آپ خود دیکھ رہے ہیں۔ اسے بہتر بنانا اور اس میں مزید دلکشی اور جاذبیت پیدا کرنا ہم سب کا کام ہے۔

تعلیمی سرگرمیوں میں جہاں صوبہ باقی صوبوں سے کبھی طرح بھی پیچھے نہیں اس کا ثبوت ہماری بین الصوباتی اجلاسوں میں شمولیت کے وقت ہمیں ملتا رہا ہے۔ لیکن تعلیمی مجلہ کی کمی ضرور محسوس ہوتی تھی۔ یہ کمی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور محکمہ کے بھرپور تعاون سے پوری ہو گئی ہے۔

آگے قبول اُفتد رہے عز و شرف

آخر میں جناب محمد ادریس خان ناطق تعلیمات سرحد اور سید مبارک حسین شاہ ڈپٹی سیکریٹری تعلیم حکومت سرحد کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جن کی ہر قدم پر معاونت اور رہنمائی ہمیں میسر رہی اور ہر آڑے وقت میں وہ ہماری

دست گیری فرماتے رہے۔

یہ ادارہ ترقی تصاب مہرہ سے مجملہ زلفاتے کارسہا بھی مہنہ ہوں
جنہوں نے یہ عہدہ پایہ تکمیل تک پہنچانے سے لے کر ان قدر کام کیا۔
میری معاونت فرماتی اور ایک مشکل کام کو مکمل کرنے میں میرا ہاتھ بٹایا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط

(قاضی عبدالقدوس)

احوال واقعی

محکمہ تعلیم صوبہ سرحد ایک عرصے سے کبھی ایسے رابطے کی کمی کو شدت سے محسوس کر رہا تھا جس میں صوبے کے تعلیمی معاملات کو بیان کیا جاتا۔ پیشہ ورانہ مسائل کو زیر بحث لایا جاتا اور متعلقین کو فنی و تحقیقاتی معلومات بہم پہنچانے کا اہتمام کیا جاتا۔

آج میں قارئین تک یہ فیصلہ پہنچانے میں ہے کہ خوشی محسوس کرتا ہوں کہ محکمہ تعلیم صوبہ سرحد کی جانب سے پہلی دفعہ وہ تعلیمی مجلہ شائع ہو رہا ہے جس کی جتنی شدت سے کمی محسوس ہو رہی تھی۔

دنیا میں سائنس و ٹیکنیک ترقی کی بدولت زندگی کے ہر شعبے میں شہرت سے ساتھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور تعلیم کا شعبہ اس عمل سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ محکمہ کو ان تبدیلیوں کو اساتذہ تک پہنچانے کیلئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اجلاس جلاتے جاتے ہیں۔ سیمینار منعقد کراتے جاتے ہیں۔ اساتذہ کیلئے تجدیدی کورسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے لیکن رابطے کا سب سے مؤثر ذریعہ غالباً محکمہ آرگن (ORGAN) ہوتا ہے جو تجدید تصورات اور نئی باتوں کو مقررہ اوقات سے اندر نکھری ہوئی صورت میں لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

مزید برآں ایک باقاعدہ مجلے یا ترجمان کی موجودگی کا ایک نائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ماہرین اساتذہ اپنے فنی و تحقیقاتی مضامین و جائزے پیش کر کے نہ صرف اپنی تحقیقی صلاحیتوں

کی نشوونما کر سکتے ہیں بلکہ ہمیشہ قیمت پیشہ درآمد معلومات بہم پہنچانے کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔

دیگر مسائل کی طرح ہمارے تعلیمی معاملات بھی خصوصی عوز و خواص سے حاصل ہیں ہم اپنی پیشہ درآمد مشکلات اور مسائل کو مجھے سے مخصوص ادراک پر زیر بحث لا سکتے ہیں اور ان سے ممکن حل تلاش کر سکتے ہیں۔

حارحیت کراہم ؟

مجھے اُمید واثق ہے کہ صوبے سے تعلیمی حلقوں میں ”تعلیم و تدریس“ کے اس مجھے کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اس سے تعلیمی معاملات میں بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکے گا۔ اور کوشش کی جائے گی کہ اسے جاری رکھتے ہوئے اساتذہ اور ماہرین اپنے تمام کوششوں کو رکھیں۔

عین ممکن ہے کہ اس پہلے شمارے میں آپ کو بہت سی خامیاں نظر آئیں لیکن ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم ان کمیوں کو دور کریں اور اس مجھے سے آئندہ کے ہر شمارے کو بہتر اور مفید بنائیں۔

ہم ادارہ ”ترقی نصاب و توسیع تعلیم صوبہ سرحد (ایبٹ آباد)“ کے سٹاف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے مدثرہ کے کام کاج کی مصروفیت کے باوجود ”تعلیم و تدریس“ کے اجراء کی ذمہ داری قبول کی اور مجھے اُمید ہے کہ وہ آئندہ بھی مجھے کو جاری رکھنے کے لئے اسی قسم کی قربانی کا مظاہرہ کریں گے۔ میں ہر اس ادارے اور فرد کا بھی شکریہ گزار ہوں جنہوں نے مجھے کے اجراء کو ممکن بنایا۔

میں محکمہ تعلیم کے سابق سیکرٹری کیپٹن محمد آفتاب خان کا ممنون ہوں جنہوں نے صوبے سے تعلیمی معاملات کو آگے بڑھانے میں کوئی وقفہ نہ گزارا تھا۔ میں محکمہ کے موجودہ سیکرٹری شمشیر علی خان کا بھی دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اپنے پیش رو کی طرح محکمہ کی ترقی کو اپنا مطمح نظر بنا رکھا ہے۔

میں سابقہ وزیر تعلیم جناب عبدالہاشم خان و گورنر صوبہ سرحد عزت مآب لیفٹننٹ جنرل فضل حق صاحب کابلی عذرت احسن ہیں جو صوبہ کی تعلیمی ترقی ہیں ہماری رہنمائی فرماتے ہیں اور ہمیں اس ضمن میں ہر ممکن مالی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔

(محمد ادریس خان)

نصاب کی تدوین و ترقیب

میں ادارے کا کردار

☆ میرلطیف

تعلیمی اصلاحات کا ایک اہم جزو نصابی اصلاحات ہیں۔ نصابی اصلاحات مسلسل تحقیق اور مطالعاتی جائزے کے بعد تجویز کی جاتی ہیں تاکہ نصاب کو ضرورت اور وقت کے مطابق بنایا جاتا رہے۔ ایشیائی ممالک میں ایسے ادارے نصاب ساز مہم کرتے (C D C) کہلاتے ہیں۔ اگرچہ مختلف ایشیائی ممالک میں ان کے ناموں میں کچھ فرق ضرور ہے لیکن ان ممالک میں ان اداروں کے کام کاچ اور سرگزمر میں تقریباً ایک جیسی ہیں۔ ان سرگزمریوں کو ذیل سے تین عنوانات پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) نصاب سازی سے متعلق ادارے۔

مثلاً: دوران خدمت اساتذہ کی تربیت۔

مثلاً: مختلف قسم کے نصابی جائزے اور کنٹرول۔

ہمارے ملک پاکستان کے ہر صوبے میں ایسا ہی ایک ادارہ موجود ہے جو تقریباً وہی ذمہ داریاں سرانجام دے رہا ہے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ صوبہ سرحد میں اس ادارے کا نام ”ترقی نصابی توسیع تعلیم“ ہے۔ یہ ادارہ یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو مؤثر وجود میں آیا گیا اور اس وقت سے اس ادارے کی تعلیمی ترقی میں مصروف ہے۔

زیر نظر مضمون کے ذریعے ترقی کر چکنے والے ادارہ ہذا کی سرگزمریوں سے آگاہ کرنا ہے،

اس سے جنوری معلوم ہوتا ہے کہ انہی تین عنوانات کے تحت ان قابل ذکر امور کا ذکر کر دینا

جاستے جو ادارہ ہڈانے اپنی تشکیں کے بعد سرانجام دیتے۔

۱۔ نصاب سازی

۱۔ ۸۰۔ ۱۹۶۲ء کی نئی تعلیمی پالیسی کی رُوسے تعلیم کو جدید تقاضوں کے مطابق بنانے کے لئے سب سے پہلے پڑھائی سطح کے تمام مضامین کے نصاب کو از سر نو مرتب کیا گیا۔ یہ کام قومی نصاب ساز ادارے واقع اسلام آباد کی نگرانی میں تمام صوبوں کے نصاب ساز اداروں نے سرانجام دیا۔ ہر مضمون کی نصاب ساز کمیٹی میں اور نصاب سازی کی تقریباً ہر مرحلے میں سے ادارہ ہڈانے نمایندہ حیثیت سے شمولیت کی۔ کسی طرح مڈل، ہائی اور انٹر میڈیٹ سطح کے تمام مضامین کی نصاب سازی میں ادارہ ہڈا کے ماہرین شامل رہے۔

۲۔ طلباء سمجھتے نصاب بن جانے کے بعد انہیں ضروری ہو گیا تھا کہ اساتذہ کے تربیتی نصاب پڑھائی کی سطح سے جوڑ کر جوڑ کر جدید خطوط پر استوار کیا جائے۔ چنانچہ مرکزی وزارت تعلیم کے نصاب ساز ادارے نے صوبوں کے نصاب ساز اداروں کے ماہرین کے تعاون سے اساتذہ کے ہر قسم کے تربیتی کورسوں سمیت نصاب تیار کر دانے۔ اس سلسلے میں آٹھ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جنہیں اور ہر کمیٹی میں صوبے کو برابر کی نمائندگی ملی۔

ب۔ دوران ملازمت اساتذہ کی تربیت

۱۔ نیا نصاب بن جانے کے بعد یہ ضروری تھا کہ پہلے سے تربیت یافتہ اساتذہ کو نئے نصاب کی روشنی میں تدریس سمجھتے دوران ملازمت تربیتی کورس کو داسے جائیں۔ اس ضرورت کے تحت ادارہ ہڈانے ہر سطح کے اساتذہ کو تربیت دینے کا ایک جامع پروگرام بنایا۔ جس پر ۱۹۶۴ء سے عمل شروع ہوا۔ اس پروگرام کے تحت درج ذیل قسم کی تربیت کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ تربیت کا دورانیہ سب سے ضرورت ایک سہفتے سے تین سہفتے پر محیط رہا۔

ہر سال گذشتہ پروگرام کا جائزہ لیکن اس میں ضروری تبدیلیاں لائی جاتی رہیں۔

ہر پستے لکھے سکے = (تمام مضامین)

متفرق سرگرمیات

اوپر بیان کردہ سرگرمیوں کے علاوہ ادارہ ترقی نصاب عربیہ مرحلہ متقدم دیگر تعلیمی امور سرانجام دیتا ہے جنہیں براہ راست پیشانی پرید کس کی تقسیم سہار کے معزناست کے تحت نہیں لایا جاسکتا مگر یہ معاملات خاصاً تعلیمی، تحقیقاتی، تجرباتی اور تہذیبی ہونے کے ناطوں سے کبھی نہ کبھی عنوان کے ذیل میں ضرور آتے ہیں۔

۱۔ تعلیم بالغان :

مصریہ میں تعلیم بالغان کا ممکن پرگرام ادارہ ہذا کے ذمے ہے۔ یہ ذمہ دار سے ۴۲ - ۱۹۴۳ء میں ادارے کے سپرد ہوئی۔ اس وقت مصریہ میں تعلیم بالغان کے ۷ مراکز کھولے گئے جو آج کل بڑھ کر ۱۳۶ ہو گئے ہیں۔ خواندگی کی شرح طے جانے کے سبب سے میں ادارہ احسن طریقے سے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

۲۔ مربوط نصاب :

دفتری ذمہ داری تعلیم کا ایک تجرباتی پرگرام جسے مربوط نصاب برائے جماعت اول کہا جاتا ہے ادارہ ہذا ہی چلا رہا ہے اس منصوبے پر ۱۹۴۴ء میں کام شروع ہوا اور ۱۹۸۰ء میں مربوط نصاب کی کتاب تیار ہو کر کمرہ جماعت میں پہنچی۔ اس نصابی کتاب کا تجربہ سارے پاکستان کے ۲۰۰ سکولوں میں کیا گیا۔ صوبہ سرحد میں تجرباتی سکولوں کی تعداد ۲۰۰ اس کے مقابلے میں انضباطی سکولوں کی تعداد بھی ۲۰۰ ہے۔ ۸۱ - ۱۹۸۰ء کے تعلیمی سال کے دوران جماعت اول کے تجرباتی سکولوں کے طلباء کو یہ کتاب طے ہو کر انضباطی سکولوں کے طلباء کیساتھ تقابلی جائزہ لیا جا چکا ہے۔ تجرباتی رپورٹ سے نتیجہ تیار کیے گئے

ہیں ہے۔ جماعت دوم سے لے کر مربوط نصاب کی کتاب زیرِ ملاحظہ ہے۔

۳۔ سائنس کا ارتباط :

ادارہ اُردو جماعت نہم و دہم کی سائنس کو مربوط کرنے کی مشق میں شامل ہے اور اس ضمن میں سائنس کے ارتباط کی قومی کمیٹی کا اجلاس ایبٹ آباد میں بھی منعقد کروا چکا ہے۔

۴۔ معروضی ٹسٹ اور امتحانی اصلاحات :

جامعہ کے طریقہ کار کو قابلِ اعتبار اور معروضی بنانے کیلئے وفاقی وزارتِ تعلیم نے ملک کے دوسرے محروموں کے طرح سرحد کو بھی پرائمری سطح کے چار اور مڈل کی ساتویں اور آٹھویں جماعتوں کے چھ چھ مہینہ ہیں ہیں ٹسٹ بنانے کا پراجیکٹ تفویض کیا۔ یہ منصوبہ ادارہ نے کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچا یا۔

۵۔ نیشنل ٹیچنگ سہٹ :

ادارہ ترقی نصاب و توسیع تعلیم صوبہ سرحد نے نیشنل ٹیچنگ سہٹ کی تیاری کے سلسلے میں کام کرنے والی قومی کمیٹی میں نمائندگی کی اور ٹیچنگ سہٹ میں پرائمری سطح کے اساتذہ کو تجدیدی کورس کروانے کا اہتمام کیا۔

۶۔ شارٹ ٹرم کورس :

اساتذہ کی تربیت کے سلسلے میں ادارہ اُردو ایسے مینر تربیت یافتہ اساتذہ کے لئے جن کی مُدّت ملازمت پانچ سال یا اس سے نامزد ہوگئی ہو۔ مقررہ دورانیہ کے کورس کا اہتمام کرتا ہے۔ یہ مُدّت نو ماہ کی ہوتی ہے اور یہ کورس فی ٹی ٹی سے کسی ٹی ٹی کے اساتذہ پہلے منعقد کئے جاتے ہیں۔ ادارہ شارٹ ٹرم کورس کا انتظام

عنبر ترقیت یافتہ اساتذہ کی سہولتوں کیلئے کرتا ہے۔

۷۔ عنبر ملکی ماہرین کی اعانت :

ادارہ ہذا میں مختلف منصوبوں کے تحت عنبر ملکی ماہرین وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں۔ ادارہ ان عنبر ملکی ماہرین کو تدریسی مواد کی تیاری کے سلسلے میں افرادی امداد بھیجتا کرتا ہے۔ ادارے کے ماہرین عنبر ملکی ماہر کے ساتھ اس کے قیام کی مدت تک اس کے شریک کار یا کانسٹریکٹ کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

۸۔ پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ :

پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ صوبہ سرحد نے ادارہ ہذا کو اپنے پراجیکٹ کا ایک اہم حصہ تفویض کر رکھا ہے۔ یہ کام جماعت سولہ تا پنجم کے طلباء کیلئے چھ مضامین میں اکتسابی آزمائشیں اور طلباء اساتذہ اور والدین کیلئے روپیے کے جائزے بنانا، پھر انہیں صوبہ کی چار تحصیلوں کے تقریباً ۵۷ سکولوں میں آزمانا تھا۔ ادارہ نے یہ کام مکمل کر کے پراجیکٹ کے حوالے کر دیا ہے۔

صوبہ سرحد میں ابتدائی تعلیم

کے منصوبے کا فروغ

☆ عیاد مظفر شاہ

تعارف :

صوبہ سرحد میں "ابتدائی تعلیم کا منصوبہ" ابتدائی تعلیم کے اس قوم سے منصوبے کا ایک حصہ ہے جو حکومت پاکستان نے سال ۱۹۷۹ء سے بین الاقوامی ترقیاتی ادارے کے تعاون سے ایک معاہدے کے تحت شروع کیا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے عالمی بینک پاکستان کو ڈنل ملین ڈالر دے گا۔ اور حکومت پاکستان مزید ساٹھ ملین ڈالر خرچ کرے گی۔ اس طرح اس منصوبے پر کل تقریباً سترہ ملین ڈالر خرچ ہوں گے جو کہ پاکستانی روپے میں تقریباً سترہ کروڑ روپے ہوں گے۔ صوبہ سرحد کا حصہ اس میں تین کروڑ بتیس لاکھ کے قریب ہے۔ یہ منصوبہ پانچ سال میں مکمل ہوگا۔

مقاصد :

اس منصوبے کے قاصد مقاصد مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ حصول تعلیم سوسائٹان بنایا جائے خصوصاً دیہاتی علاقوں میں ۔

۲۔ معیار تعلیم کو بہتر بنایا جائے ۔

۳۔ تعلیم میں صنیاع کو کم سے کم ترک کیا جائے ۔

۴۔ فی یونٹ خرچ گھٹا دیا جائے ۔

منصوبے کے خالص اجزاء یہ تھے :

۱۔ صوبائی انتظامی پرنٹ : PROVINCIAL IMPLEMENTATION UNIT

منصوبے کا صوبائی انتظامی پرنٹ ایک جزوقتی ناظم منصوبہ ، ایک ڈپٹی ڈائریکٹر و دو تحقیقی افسروں ، ایک اکاؤنٹنٹ ، تین سینیئر ٹیپسٹروں ، دو ڈرائیوروں اور گیارہ درجہ چہارم کے مکاتیب پر مشتمل ہے۔ اس پرنٹ کا کام صوبائی سطح پر پراجیکٹ کیلئے منصوبہ بندی و عملی کام کرنا ہے۔ اور اس کا کام یہ بھی ہے کہ پراجیکٹ کی مختلف سرگرمیوں کو آپس میں مربوط اور متعلق رکھے۔ صوبہ مرحلہ میں اس منصوبے میں ایسٹ آباد - ڈوگر - صوبائی اور ریڈی آئی خان کی تفصیلیں شامل ہیں۔

۲۔ مادی آسائشیں :

اس منصوبے کے تحت منصوبے کے علاقے میں ۲۵۰ گھرے - بیس زمانہ ، رہائش گاہیں - اور پکاس احاطہ کی دیواریں تعمیر کی جائیں گی۔ جون ۱۹۸۱ء میں مالی سال ختم ہونے پر یہ تعمیراتی کام ختم ہو جائے گا۔ مواتے چند ایک کمروں کے جو ایسٹ آباد تحصیل میں مکمل نہیں ہو سکیں گے۔ اس کی وجہ موسم سرما میں برآمدی ہے جس کی وجہ سے کام جاری نہیں رکھا جاسکا۔ اس کے علاوہ تمام پراجیکٹ سکولوں میں ٹائٹ - کرسی - میز کے علاوہ دس بیچہ پتوں کو درسی کتب بھی دیے جائیں گے۔

۳۔ نمبر بے :

منصوبے کا یہ جزوقتی حصوں پر مشتمل ہے۔

الف : گروپ "الف" یا "ا" گروپ -

(ب) گروپ ”ب“ یا ”B“ گروپ
(ج) گروپ ”جیم“ یا ”C“ گروپ

”الف“ گروپ :

اس گروپ میں قری سٹج پہ ۳۵ افراد نے بیرون ملک تربیت حاصل کی۔ جن میں صوبہ سرحد کے آٹھ افراد شامل ہیں۔ جن میں صوبہ سرحد کے تین افراد نے آسٹریلیا اور پانچ نے ”یو کے“ میں تربیت حاصل کی۔

”ب“ گروپ :

اس گروپ میں صوبہ سرحد کے سٹج ۹۶ افراد نے چار قری تربیتی مراکز میں تربیت حاصل کی۔ صوبہ سرحد میں معاشرتی علوم کا قری تربیتی مرکز ہری پور میں تھا۔ لاہور میں اسلامیات اور انتظامیہ کے لوگ تھے جبکہ حیدر آباد تونس، ریاضی کا تربیتی مرکز تھا۔ کوئٹہ میں اردو کا تربیتی مرکز قائم کیا گیا تھا۔ اس گروپ کو الف گروپ کے افراد نے تربیت دی۔

”جیم“ گروپ :

اس گروپ میں منصوبے کے علاقے کے تمام پراقری سکول کے اساتذہ شامل ہیں۔ جن کی تعداد تین ہزار ایک سو پچاسی ہے۔ ان اساتذہ کی دولت ملازمت تربیت ۹ اپریل ۱۹۸۱ء کو ختم ہوئی۔ پچاس فیصد سے زیادہ اساتذہ اس دور میں تربیت دی گئی۔ اس گروپ کو گروپ ”ب“ کے افراد نے تربیت دی۔

”گروپ جیم“ کے دوسرے جزو میں ایسے افراد شامل ہیں جو اس منصوبے کے تحت بھرتی کئے گئے ہیں۔ ہمارے تعلیمی ملازمت کے ڈھانچہ میں یہ لوگ ایک اعزازی سکڑی کی حیثیت سے شامل کئے گئے ہیں۔ اور تجرباتی مشیاد پر ہیں۔ پہلی قسم کے افراد وہ ہیں جن کا انتخاب موجودہ اساتذہ سے ہی کیا گیا ہے۔ اور ان کو تنخواہ کا بہتر سکیل دیا جا رہا ہے۔ ان کو منصوبے میں (LEARNING COORDINATORS) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ

ننگانی اور رہنمائی کا کام کریں گے۔ وقتاً فوقتاً دورانِ ملازمت تربیتی کورسوں کا انتظام کریں گے۔ جو کہ ماہوار اور سالانہ مبنیاً و پر ہوگا۔ یہ لوگ تحصیل کے نگران تھے اور اساتذہ کے درمیان ایک اضافی کڑی ہوں گے جو کہ ضرورت کے مطابق اساتذہ کے ہمیشہ مددگار رہنمائی کریں گے۔ ان میں ہر ایک کا علاقہ بینلس سے پچاس سکول ہوں گے ان کو سفر کی سہولت کی خاطر ایک ایک موٹر سائیکل دی جا رہی ہے۔ جبکہ زنانہ عملے کو ہر تحصیل میں ایک ایک جیپ دی جا رہی ہے، لیکن ایسے آباد تحصیل میں دو جیپیں دی جا رہی ہیں۔ صوبہ سرحد میں ان کی تعداد ۴۰ مرد اور ۲۳ خواتین ہیں یعنی یہ کل تعداد ۶۳ رہی ان کو جون ۱۹۸۱ء سے تین ماہ کی خصوصی تربیت دی جا رہی ہے۔

دوسرے افراد کو معاون استاد یا "TEACHER ASSISTANT" کا نام دیا گیا ہے۔ ان کی تعداد ۴۰ ہے۔ جن میں تیس خواتین اور ۱۰ مرد شامل ہیں۔ یہ ان سکولوں میں وسیع جاتیں گے جہاں طلباء کی تعداد زیادہ ہے لیکن اساتذہ کم۔ یا جہاں پر سکول ہی استاد یا استانی ہے ہی نہیں۔ ہر تحصیل کے مقامی لوگ بھرتی کئے گئے ہیں ان کو جوتوں سے ڈھائی ماہ کی تربیت دی جا رہی ہے۔

۴۔ تحقیق و مواخذہ (RESEARCH AND EVALUATION)

استفہ برطسے پیمانے پر قابل پیمائش یا کسی منصوبے کا سائنسی انداز میں مواخذہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل اجزاء ہیں۔

(i) اکتسابی جائزہ (ACHIEVEMENT TEST)

(ii) جائزہ (طلباء - والدین - اساتذہ)

(iii) ڈیموگرافک مطالعہ (DEMOGRAPHIC STUDIES)

(iv) کوالیٹیٹیو مطالعہ (QUALITATIVE STUDIES)

اس سسٹم میں منصوبے کے دوران ہر سال یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کتنا فی طور طلباء میں کیا فرق آیا ہے۔ اور والدین، طلباء، اساتذہ کے رجحان میں کیا فرق آیا ہے۔ یہ مجموعی معلوم کیا جاتے گا کہ ان تمام سہولتوں کا جو اس منصوبے کے تحت دی جا رہی ہیں۔ طلباء کے سکول میں آنے، داخل ہونے، سکول چھوڑنے، اساتذہ کے پیشے کی طرفتہ رغب ہونے اور معاشرے کے افراد پر کس قسم کا اثر ہے۔ کونسی سہولت کس علاقے میں زیادہ عامل ہے، اسکول سسی کم، کس طرح ہم تعلیم و تعلم کو مزید بہتر بنا سکتے ہیں۔ اس قسم کے کاموں کے لئے ۱۹۸۱ء کے جاترے مبنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

اگرچہ منصوبے میں رپورٹ آخر پر ہے۔ لیکن صوبہ سرحد کا صوبائی یونٹ ارادہ رکھتا ہے۔ کہ ہر سال کی تبدیلی کے متعلق ایک رپورٹ شائع کرے اور اس کی ردشٹی میں مناسب رد و بدل کرے۔

یہ ایک تحقیقی منصوبہ ہے اور اس سسٹم میں تمام متعلقہ اداروں کی معاونت درکار ہوتی ہے۔ ”ادارہ ترقی نصاب صوبہ سرحد“ اور ”MUST“ پہلے تین اجزاء کے لئے تحقیقی ادارے ہیں۔ ”ادارہ ترقی نصاب و توسیع تعلیم“ ہمارے صوبائی محکمہ تعلیم کا ایک قریبی ادارہ ہے۔ اور ناظم تعلیمات کی منظوری کے تحت پراجیکٹ کے لئے تحقیقی کام کر رہا ہے۔ ”بہنامی اعداد و شمار“ یا ”BASE LINE DATA“ جمع کیا جا چکا ہے۔ اس کا تجزیہ جدید سائنسی خطوط اور ذرائع سے کیا جاتے گا۔ اس مقصد کے لئے ”B.L.U.“ کے ساتھ اس منصوبے کی دفاتی یونٹ (F.O.U) کے ذریعے ایک معاہدہ زیرِ مود ہے۔ جس پر منقریب دستخط ہو جائیں گے۔ اس طرح ہر سال جو معلومات جمع کی جاتی ہیں گی۔ ان کا تجزیہ کر کے آئندہ اذلتا کا فیصلہ بھی جاتے گا۔

مذہبِ عدس کے سائنز کا دوران

ملازمتِ تربیتی پر کرام سال ۱۹۸۰ء

محمد یوسف

قومی تعلیمی پالیسی سال ۱۹۷۹ء میں تقریباً پاکستان اور اسلامی اقدار کو فروغ دینے پر کالی زور دیا گیا ہے۔ سائنس اور ریاضی کے مضامین کو بہتر انداز میں پیش کرنے کی جانب بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ نیز بہ ضروری قرار دیا گیا کہ ہر مدرس خواہ اُس کا تعلق کسی بھی سطح یا درجہ سے ہو ہر پانچ سال بعد تجدیدی کورس میں لازمی طور پر شریک ہو گا۔ اپنی علمی استعداد کو بڑھاتے گا اور اسی دوران جدید تکنیک سے اپنے آپ کو روشناس کرے گا۔

چنانچہ حکومتِ صوبہ سرحد نے حکومتِ پاکستان کی منشاء سے پیش نظر تعلیمِ عیہ اہم شعبہ میں زبرد کثیر خرچ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اسی سلسلے میں ہر سر ملازمت اساتذہ کیلئے تجدیدی کورسوں کیلئے بیڑی لاکھ روپے کی رستم سالانہ بجٹ میں غصص کر دی۔

ادارہ ہذا کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ اساتذہ کیلئے کورسوں کا اہتمام کرے۔ لہذا حتی الوسع کوشش کی گئی کہ جلد تجدیدی کورسوں کو اساتذہ کیلئے مفید بنایا جائے۔ چنانچہ صوبہ سرحد کے آٹھ تربیتی اداروں میں تجدیدی کورسوں کا اہتمام کیا گیا۔ نامسب تبعیضات صوبہ سرحد جناب محمد ادریس خان کی ذاتی دلچسپی اور رہنمائی میں جلد ڈیر تیل ناظم تعلیمات (مدرس) نے بھی مکمل تعاون کا ثبوت دیا اور ان کورسوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

گزشتہ تعلیمی سال ۱۹۸۰ء میں ذیل کے کورسوں کا اہتمام کیا گیا جس کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

نمبر شمار کورس سے کی نوعیت دورانیہ کورسوں کی تعداد کورسوں کے شرکاء کی تعداد

۱۰	تربیتی اداروں سے معلم اساتذہ سے لے کر سرسٹم سے کورس	دو ماہ	دو	۴۷
۱۱	ابتدائی مدارس میں جماعت اول تا پنجم کے پ۔ ٹی سی اساتذہ کیلئے ہشمرل تدریسی کٹ جلد مضامین میں تجدیدی کورس۔	۸	ایک ماہ	۳۹۰
۱۲	دستخطی جماعتیں ششم تا ہشتم کے ریاضی سائنس کے اساتذہ کیلئے کورس۔	ایک ماہ	تین	۱۲۱
۱۳	ابتدائی مدارس کے نگران عملہ کیلئے قومی تدریس کٹ کے استخوان کے بارے میں کورس۔	ایک ہفتہ	تین	۷۰
۱۴	مساعید کے امان کیلئے کورس	دو ہفتے	تین	۹۰
۱۵	تربیتی جماعتی کے اساتذہ کیلئے ثانوی مدارس میں نمائندگی اور فرسٹ ایڈ میں کورس۔	۸	دو	۷۲
۱۶	ثانوی مدارس میں ہموی ریاضی اور سائنس پڑھانے والے اساتذہ کیلئے کورس۔	۸	دو	۶۳
۱۷	ثانوی مدارس میں پڑھانے والے سائنس کے اساتذہ کیلئے کورس۔	ایک ماہ	دو	۷۳
۱۸	کورس زرعی، فنی اور گھسریہ مقاصد کے مضامین کے اساتذہ کیلئے کورس	چھ ہفتے	تین	۷۶

۱۰: فوقانی درجہ کے اساتذہ کیلئے تین ہفتے دو ۳۵
 "SYSTEM APPROACH"
 پر ورکشاپ۔

۱۱: تربیتی اداروں کے لئے VTR ایک ہفتہ ایک ۵
 کی تربیت۔

۱۲: تعلیمی مواد کی تیاری (درہانہ) " " ۷

میزانے = ۲۲ ۱۳۵۰

ادارہ لگانے تربیتی پروگراموں کو بہتر بنانے کیلئے زیر تربیت اساتذہ سے سوالنامے کے ذریعے آراء اور تجاویز طلب کی ہیں۔ تربیتی اداروں کے سربراہوں سے بھی تجاویز مانگی گئی ہیں اور ابتدائی مدارس کے نگران طلبے سے بھی ایک سوالنامے کے ذریعے معلومات اکٹھی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تینوں قسم کے سوالناموں کے جوابات اور تجاویز کی مدد سے تربیتی مرکز مرتب کر کے شائع کیا جائے گی۔

تاہم تعلیمی پیشے سے متعلق ہر سطح کے اداروں کے سربراہ، اساتذہ کرام بچوں کے سرپرست اپنی مفید تجاویز بھیج سکتے ہیں۔ جن کی مدد سے اساتذہ کے تربیتی لائحہ عمل کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

بصواب اور تربیتی لائحہ عمل کو کتنا ہی بہتر سے بہتر بنانے کی سعی کی جائے، جب تک اس عمل کی ربط و ربط کی پڑی یعنی استاد مطمئن نہ ہو گا۔ یہ بیڑہ پار نہ ہو گا۔ لہذا یہ ضروری امر ہے کہ اس کا لازمی طور پر نوٹس لیا جائے۔ اساتذہ کی تکالیف پر غور و خوض کیا جائے۔ اگر تمام سہولیات پیشہ جو جانے کی صورت میں بھی اساتذہ کرام اپنی ذمہ داریوں اور فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو انہیں

کسی صورت میں بھی دعوت نہ کیا جائے اور نہ ہی انہیں معصوم زندگیوں سے کھیلنے
کا اجازت دی جائے ۔

سے
فشتِ اول سے چوکے نہد معمار کج
تا شریا سے رود دیوار کج

بینچٹ یونٹ فار سڈی اینڈ ٹریننگ (MUST)

ایک مختصر جائزہ (ناظمہ زُھرہ)

صوبہ سرحد کی وزارت تعلیم نے اس منصوبے سے تعلیمی ڈھانچے اور انتظامیہ کی اصلاح اور اس کو جدید خطوط پر استوار کرنے کیلئے وفاقی حکومت کی اجازت و تعاون اور یو۔ این۔ ٹی۔ پی کے مالی تکنیکی و ماہرین کی قابل قدر امداد سے ایچ۔ ایم۔ ایچ۔ بی۔ پی میں تعلیمی نظم و نسق کی اصلاح "کے نام سے شروع کیا۔ اس منصوبے کا خاکہ یونیسکو اور محکمہ تعلیم کے ماہرین نے مندرجہ ذیل پر تیار کیا۔

اس منصوبے پر عملدرآمد کیلئے ایک علیحدہ یونٹ قائم کیا گیا۔ جس کا نام "بینچٹ یونٹ فار سڈی اینڈ ٹریننگ" ہے۔ اس یونٹ نے پہلی اکتوبر ۱۹۷۹ء کو سکریٹری تعلیم سیکرٹری تعلیم کی، افتدیی، سربراہی قیادت میں باقاعدگی سے کام شروع کیا۔

یونٹ کے مقاصد:

مندرجہ ذیل مقاصد کا حصول اس یونٹ کے پیش نظر ہے۔

- ۱۔ صوبہ سرحد میں تعلیمی منصوبہ بندی کو مؤثر بنانے کیلئے مردان و سطر محط سے تعلیمی اداروں سے مکمل و تفصیلی تعلیمی اعداد و شمار و اطلاعات جمع کرنا، ان کو یکپارہ کرنا اور انتظامیہ کو انتظامی و مالی امور کے لئے فوری ضرورت کے اعداد و شمار و اطلاعات بہم پہنچانا۔

۲۔ کمپیوٹر آپریشن و کمپیوٹر پر وگرامنگ میں زیادہ سے زیادہ افراد کو تربیت دینا۔

- ۳۔ انتظامیہ کے لئے ڈھانچے کے اہلکاروں کو انتظامی و پالیسی امور اور بجٹ و اکاؤنٹس میں جدید نظریات و ضروریات کے مطابق تربیت دینا۔
- ۴۔ محکمہ تعلیم کے جملہ اعلیٰ سطح کے انتظامی اہلکاروں کے دائرہ کار و دائرہ اختیار کے واضح نشانہ بن کرنا اور ان کے دائرہ کار اور دائرہ اختیار کا تفصیلی خاکہ تیار کر کے جملہ اعلیٰ سطح کے انتظامی اہلکاروں کی رہنما اور سیکرٹری تعلیم کی منظوری کے بعد اس کو رائج کرنا۔

- ۵۔ محکمہ تعلیم کے جملہ اعلیٰ و درجہ دوم و تیسرے درجے کے اہلکاروں کو ایسی تربیت دینا کہ وہ اپنے مسائل آسانی سے حل کر سکیں۔

یونٹ کی کارکردگی مقاصد کی روشنی میں

شمارہ بابت کی اہمیت و افادیت سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر کسی نظام کو حسن طریقے سے نہیں چلایا جاسکتا۔ شمارہ بابت ہی سے ہمیں صحیح اور کارآمد اعداد و شمار مہیا ہوتے ہیں۔ جو اس نظام کو صحت و تقویت بخشتے ہیں۔ مگر اعداد و شمار کو مناسب اقدار پر لے کر لے کر ناکیا۔ یہ اعداد مشکل اور صبر آزما کام ہے۔ اور بغیر تربیت رہنمائی کے اس کام کو صحیح طور پر انجام دینا ممکن نہیں ہے۔

چونکہ اس یونٹ کو مردانہ طور پر سطح کے جملہ تعلیمی اداروں سے ممکن و تفصیلی اعداد و شمار و اطلاعات جمع کرنے کا کام سونپا گیا تھا اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری تھا کہ ایک ایسا جامع سوانامہ تیار کیا جائے جس کے ذریعہ وہ تمام ضروری تعلیمی اعداد و شمار و اطلاعات جمع کئے جائیں جنکی تعلیمی و مالی سال کے مختلف اوقات میں انتظامیہ کو انتظامی و پالیسی امور کے لئے ضرورت پڑتی ہے۔ یہ سوانامہ محکمہ تعلیم کے ماہرین اور اس یونٹ کے مشیر ہائے کچھیل کرنے بڑی عرق ریزی و ہانڈشائی کے بعد تیار کیا۔

اس سلسلے کا دوسرا اہم مرحلہ باصلاحیت اساتذہ کا انتخاب کر کے اُن کو اعداد و شمار جمع کرنے کے جدید اٹھاروں طریقوں سے مددگار کرنا تھا اس کام کے لئے مردانہ ڈسٹرکٹ سے پہلے اکیس ادارے پھر پچیس اساتذہ کا انتخاب کیا گیا۔ اور ضروری تربیت کے بعد اُن تعلیمی اعداد و شمار و اطلاعات جمع کرنے کے لئے تعلیمی اداروں میں بھیجا گیا۔ یہ کام ۲۲ اپریل ۱۹۸۰ء سے شروع ہوا اور دسمبر کے اواخر میں ختم ہوا۔

اس کام کا تیسرا مرحلہ کمپیوٹر کا حصول اور کمپیوٹر آپریشن اور کمپیوٹر پروگرامنگ میں اُن لوگوں کو تربیت دینا تھا۔ جنہوں نے آئندہ اس پر کام کرنا تھا۔ ایک ملے جلے ٹیم کے یہ۔ این۔ ڈی۔ پی سے خط و کتابت کے بعد آخر کار ۲۲ فروری ۱۹۸۱ء کو یہ ٹیم کمپیوٹر حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اور اس کے آنے اور لگنے کے فوری بعد آٹھ افراد کو کمپیوٹر آپریشن اور کمپیوٹر پروگرامنگ میں تربیت دینے کا کورس شروع ہوا۔ یہ کورس ۲۹ فروری سے ۱۶ اپریل ۱۹۸۱ء تک جاری رہا۔

اسی کام کا چوتھا مرحلہ جن مشدہ اعداد و شمار کو کمپیوٹر راز کرنا تھا۔ اعداد و شمار ”کوڈنگ فارم“ پر لکھے گئے تھے۔ جو کہ اس میٹ کے مشیر برائے کمپیوٹر کی مدد سے تیار کئے گئے۔ یہ کوڈنگ فارم پانچ اقسام کے ہیں۔ پہلے اور دوسرے نمبر کے کوڈنگ فارم پہلے ادارے کے بارے میں، تیسرے نمبر کے کوڈنگ فارم پہلے ادارے کے بجٹ کے بارے میں چوتھے نمبر کے کوڈنگ فارم پر اساتذہ کے بارے میں تفصیلی معلومات جمع کی گئی ہیں۔ اب تک پہلے ”دوسرے اور تیسرے فارم کی معلومات کو کمپیوٹر راز کیا جا چکا ہے۔ اور چوتھے اور پانچویں فارم میں کام جاری ہے اور آخری مراحل بہت ہیں۔

اس کام کا آخری مرحلہ کمپیوٹر کے ایسے پروگرام، تیار کرنا ہے، جن کے ذریعے محکمہ تعلیم کے اعلیٰ سطح کے اہلکاروں کے لئے اُن کی ضرورت کے مطابق اطلاعات کی باقاعدہ ترسیل ہے۔ ایسے پروگرام کی تیاری کا مکمل انحصار محکمہ تعلیم کے اعلیٰ سطح کے افسران کے تعاون پر ہے کیونکہ یہ پروگرام صرف انہی کے انتظامی امور میں سرعت پیدا کرنے کے لئے

تیار کئے جاتے تھے۔ ایسے پروگراموں کی تیاری کا کام بھی جاری ہے۔

تعلیمی نظم و نسق کے طریقہ کار میں اصلاحات نافذ کرنے کے لئے محکمہ تعلیم کے انتظامی ڈھانچے میں ایک نئی سطح کا اجراء سب ڈویژن ایجوکیشن آفیسر کے ذمے کیا گیا۔ چونکہ تین سالوں میں تعلیمی اداروں اور اساتذہ کی تعداد مسائل اتنے بڑھ چکے تھے کہ ان کو ہر وقت حل کرنے کے لئے ایک نئی سطح کا اجراء ضروری سمجھا گیا۔ اور سب ڈویژن ایجوکیشن انسپکٹرز کے پوسٹوں کا اجراء ضروری سمجھا گیا۔ تمام ڈویژنوں میں کیا گیا۔ سب ڈویژن ایجوکیشن انسپکٹر کو ضروری اختیار تفویض کئے گئے۔ امدان کو ضروری کے پرائمری سکولوں کے انتظامی معاملات دیکھ بھال کی کام سونپا گیا۔

یہ سب ڈویژن ایجوکیشن آفیسر چونکہ بنیادی طور پر اساتذہ تھے اس لئے انتظامی امور سے مکمل طور پر بہرہ ور نہ تھے۔ اور اس بات کی شد ضرورت تھی کہ سب ڈویژن ایجوکیشن انسپکٹر کو تعلیمی منصوبہ بندی، بجٹ، اکاؤنٹس، ایس۔ این۔ ای تیار کرنے، تعلیمی معیار کو چاکنے انتظامی مسائل کو حل کرنے اور انسپکٹرز کے جدید طریقوں سے روشناس کرایا جائے۔ ان ایس ڈی ای۔ اور کی تربیت کا کام بھی اس بیورو کو سونپا گیا۔ اس سلسلے میں ڈائریکٹر سکولز کرائے گئے جن میں ضروری سرحد کے مختلف ڈویژن کے ۱۵ سب ڈویژن ایجوکیشن انسپکٹر کی تربیت دی گئی۔

ایک تعلیمی ادارے کے سربراہ کی انتظامی قابلیت کو اسی وقت پہنچایا جاسکتا ہے جب اس میں اپنے ادارے کو ترقی دینے کیلئے منصوبہ بندی کرنے کی پوری سوجھ بوجھ ہو۔ اپنے کھڑکوں کی رہنمائی کیلئے اکاؤنٹس میں مہارت ہو۔ اپنے اساتذہ و طلباء کے مسائل حل کرنے کے لئے جدید نفسیاتی امور سے بہرہ ور ہو اور اپنے دفتری مسائل حل کرنے کیلئے رائج الوقت روزنامہ ریگولیشن میں عبور حاصل ہو۔

کالج کے پرنسپل اور سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی انتظامی ڈھانچے کی ایک اہم کڑی ہیں۔ جب تجربہ کار اور ماسٹر اساتذہ کو انتظامی فرائض سونپے جاتے ہیں تو ان سے یہ اُمید کی جاتی ہے کہ وہ مجملہ انتظامی امور کو بھی احسن طریقے سے چلائیں گے، مگر کہ وہ اپنے فرائض کو انجام دینے کی ہر ممکن

سکھ کر رہے ہیں۔ مگر اس سلسلے میں ان کو کافی عرصے تک انتظامی تجربے کی کمی دھوپ سے گھٹنا چڑھتا ہے۔ اگر شروع ہی میں ان کو انتظامی امور میں ضروری تربیت ملے دی جلتے تو محکمہ تعلیم انتظامی معیار بہتر ہو سکتا ہے۔

پرنسپلوں اور ہیڈ ماسٹروں کو انٹھانی امور میں تربیت کے ذریعے محکمہ تعلیم کا انتظامی معیار بڑھانے کا اہم فریضہ ہے اس ٹرینٹ سے سپروسیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اب بسک ڈکوریس کرنا چاہئے ہے۔ اور مستقر پرنسپلوں اور ہیڈ ماسٹروں کو تربیت دی جا چکی ہے۔

ہیڈ ماسٹروں کی تربیت کے دوران یہ غور کیا گیا کہ ان کے ایسے کورس پیکیج (COURSE PACKAGE) تیار کر لئے جائیں جو کہ ایک مکمل اکائی ہوں اور اپنے اندر اکیڈمک و تعلیمی کی تمام تر خصوصیات رکھتے ہوں تاکہ ان کی مدد سے زیادہ سے زیادہ ہیڈ ماسٹروں کی تربیت کی جاسکے اور اخراجات کو کم از کم کیا جاسکے تو ایسے طریقہ کار سے محکمہ تعلیم کے انتظامی معیار کو بڑھانے میں بہت مدد ملے گی۔

اس منصوبے کے پیش نظر تجویز کیا گیا کہ ایک ورک شاپ کرایا گیا جس میں ہیڈ ماسٹروں کی ضرورت کے مطابق کورس پیکیج ان کی مدد سے تیار کئے گئے۔ ان کورس پیکیج میں پہلا ڈرافٹ تجربے کی جگہ ہیں ڈالے جانے کے لئے تیار ہے۔ سوات کے ہر ہیڈ ماسٹروں کا ایک کورس اپنی کورس پیکیج کی مدد سے اگست کے مہینے میں سوات میں کرایا جائے گا۔ اگر یہ سرکش کامیاب رہے تو امید کی جاسکتی ہے کہ بہت ہی کم عرصے میں زیادہ سے زیادہ ہیڈ ماسٹروں کو انتظامی امور میں تربیت دی جاسکے گی۔

کسی نظام کا نظم و نسق اسی وقت بہترین کہلانے کا مستحق ہے جبکہ اس سے چلانے والے اپنے دائرہ کار اور دائرہ اختیار سے پوری طرح واقف ہوں اور کام کی تقسیم منصفانہ ہو۔ ورنہ کام کا بوجھ صرف چند منتخب افراد پر جا پڑتا ہے اور کام چور افراد اپنی ذمہ داری بھی دوسروں کے کندھوں پر ڈال کر خود بری انداز میں جاتے ہیں۔ یہ رجحان جو کہ جوں بڑھتا ہے اسی قدر کارکردگی متاثر ہوتی ہے اور معیار گر جاتا ہے۔ اس رجحان کو روکنے کا کام کی منصفانہ تقسیم کو بروستے کا۔ لانے اور نظم و نسق

معیار کو بڑھانے کے لئے اس پورٹ کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ محکمہ تعلیم کے جملہ اعلیٰ و نچلی سطحوں کے انتظامی اہلکاروں کے دائرہ کار اور دائرہ اختیار کی واضح نشاندہی کرے۔ اور ان کے دائرہ کار و دائرہ اختیار کا تفصیلی دستور العمل تیار کر کے جملہ اعلیٰ سطح کے انتظامی اہلکاروں کی رہنما اور سیکرٹری تعلیم کی منظوری کے بعد رائج کرے۔

اب تک سب ڈویژن ایجوکیشن آفیسرز کے لئے دستور العمل سیکرٹری تعلیم کے منظوری کے بعد رائج کیا جا چکا ہے۔ اور ڈویژنل ایجوکیشن آفیسرز کا دستور العمل اعلیٰ سطح کے انتظامی اہلکاروں کی رہنما کے بعد سیکرٹری تعلیم کی منظوری کے لئے تیار ہے۔ اس کے علاوہ پیڈ ماسٹروں کے لئے دستور العمل کا پہلا ڈرافٹ پیڈ ماسٹروں کی رہنما حاصل کرنے کے لئے تیار ہے۔

اصول و ضوابط سے ناواقفیت نہ صرف انفرادی واجتماعی کارکردگی کو متاثر کرتی ہے بلکہ وقت کے منیجر اور تکالیف سنبھالنے والی ہے۔ محکمہ تعلیم کے اہلکار اپنے متعلقہ اصول و ضوابط سے واقف ہوں تو وہ بہت سی مشکلات سے بچ سکتے ہیں۔ محکمہ تعلیم سے متعلقہ بے شمار سرکولرز (CIRCULARS) وقتاً فوقتاً جاری ہوتے رہتے ہیں۔ اور مسائل میں بند ہو جاتے ہیں۔ محکمہ تعلیم کے جب کسی اہلکار کو ان کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ایک ڈپارٹمنٹ سے دوسرے ڈپارٹمنٹ میں اپنے مطلوبہ سرکولرز کو حاصل کرنے کے لئے سرگرداں ہو جاتا ہے۔ کامیاب تو کم ہوتا ہے ناکامی کا اکثر منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے اس پورٹ کو یہ کام دیا گیا ہے کہ محکمہ تعلیم کے جملہ اصول و ضوابط و سرکولرز جو وقتاً فوقتاً جاری ہوتے رہتے ہیں ان کو یکجا کر کے کتابی شکل دے۔ اور پھر اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کروا کر محکمہ تعلیم کے اہلکاروں تک پہنچائے تاکہ اس کی مدد سے وہ اپنے مسائل حل کر سکیں۔

اس پورٹ پر اپنے مقاصد کے حصول کی ذمہ داری کے علاوہ ہر قمری پراجیکٹ

سے لئے صوابی، ایمپٹے آپڈ، ڈگم اور ڈی آئی خان تفصیلات سے پرائمری اسکول سے مکمل و تفصیلی اعداد و شمار جمع کرنے اور ان کو کمپیوٹرائز کرنے کی ذمہ داری بھی ڈالی گئی ہے۔

اس کے سلسلے میں ان چاروں تفصیلات میں ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ اساتذہ کو سوالنامے کی مدد سے اعداد و شمار جمع کرنے اور ان کو مناسب طریقے سے سمجھنے کی ٹریننگ دی گئی اور اس کے بعد ان کو تعلیمی اداروں میں اعداد و شمار جمع کرنے سے لئے بھیجا گیا۔

اس وقت تک کہ ان چاروں تفصیلات سے اعداد و شمار جمع کرنے کا کام مکمل طور پر ختم کیا چکا ہے۔ اور ان کو کمپیوٹرائز کرنے کا کام جاری ہے۔ اور امید ہے کہ یہ کام جلد ہی سے پہلے ہفتے میں مکمل طور پر ختم کر کے پرائمری پابلیک سے حوالے کر دیا جائے گا۔

مرکبوط نصاب جماعت اول دوم

ایک تجرباتی منصوبہ

★ محمد اکبر اعظم خاں

مرکبہ نصاب برائے جماعت اول، دوم ایک تجرباتی منصوبہ ہے۔ جو اپنے اپنے مرحلہ میں تکمیل کی منزل کو چھوئے والا ہے۔ اس کا پس منظر کچھ اس طرح ہے۔ کہ بزرگ انوکھے پرانے نصاب میں سب سے فتنہ بچوں، اساتذہ اور والدین کے لئے یکساں طور پر فہمی پریشانی کا باعث ہیں۔ کیونکہ جماعت اول و دوم میں ہی بچوں کو کتب، خلاصہ اور کامیاب کی صورت میں ایک بھاری سب سے اٹھانا پڑتا ہے۔

والدین کو یہ کتب اور کامیاب خرید کر لے کر لے جاتی ہیں۔ اور اساتذہ خاص طور پر واسطہ دے کر لے لیں ایک مدرسہ کو منفق۔ جہاں میں کئی کئی مضامین پڑھانے پڑتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان مضامین اور ان کے تصورات سے انصاف نہیں ہوتا۔ اور بے شمار تصورات تشدد و مباحثہ رہ جاتے ہیں۔

اساتذہ، والدین اور بچوں کی اس پریشانی کا اظہار وقتاً فوقتاً راتے عامہ کے ذریعے بھی ہوتا رہا۔ چنانچہ مرکزی وزارت تعلیمات اسلام آباد کے ادارہ ترقی نصاب و کتب سے مسئلہ کی نزاکت کو احساس کر گئے اور اسے عامہ کا احترام کرتے ہوئے عربوں کے نصاب ساز اداروں کے قواعد سے اول و دوم کی جاعتوں کیلئے ایک مرکبہ نصاب مرتب کیا۔ جس میں مرہونہ نصاب سے کئی تصورات کو بھی لکھ لکھ اور یہ سفارش کی گئی کہ ان تصورات کو مختلف مضامین کی قید سے آزاد کر کے ایک درسی کتاب میں سمویا جائے۔ تاکہ تمام ممکن تصورات بھری لائے جاسکے۔ اور یہ خدمت بھی ختم نہ ہو کہ کوئی تصور و مباحثہ طلب رہ گیا ہے۔

یہ تجربہ ۱۹۷۷ء سے شروع کیا گیا تھا۔ اور پہلی جماعت کیلئے درسی کتاب گزشتہ سال ۱۹۸۰ء سے تیار ہو کر ملک کے چاروں صوبوں کے دو صد سکولوں میں تجربہ کے طور پر شروع کی گئی۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ اس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ نئی سرسبز کتاب زیادہ مفید ہے۔ یا مروجہ نصابیات جو کتابی یا کتب کی صورت میں پڑھاتے جانتے ہیں۔

مربوط نصاب میں ایک احتیاط یہ کی گئی کہ درسی کتاب سے پہلے مروجہ قاعدہ اور حساب حسب سابق باقی رکھتے جاتیں کہ ان دونوں کا مقصد بنیادی باتیں پیدا کرتا ہے۔ جو بغیر مشق سے ممکن نہیں۔ اور مربوط نصاب میں حالات موجودہ ایسی مشق شاید نہیں ہو سکے۔ مرکزی سطح پر طے شدہ پروگرام کے مطابق صوبہ سرحد کے نصاب ساز ادارہ نے اپنے صوبہ میں بشمول قبائلی علاقہ جات مربوط نصاب کا تجربہ کرنا تھا۔ لیکن مرکزی وزارت تعلیمات سے اصرار پر اسے گلگت کے سکولوں کو بھی شامل کرنا پڑا۔

اس تجرباتی منصوبہ کا طریقہ کار یہ طے پایا کہ دیہاتی۔ شہری۔ زنانہ اور مردانہ سکولوں کو مناسب نمائندگی دیتے ہوئے برابر ہر تعداد میں تجرباتی اور انضباطی مدارس کا انتخاب اس طرح کیا جاسکے کہ اس میں کسی کی پسند ناپسند کا دخل نہ ہو۔ اس طرح صوبہ سرحد کے سورہ تجرباتی اور سولہ انضباطی سکولوں کے علاوہ خٹا اور گلگت کے چار سکول اس تجرباتی منصوبہ میں شامل کئے گئے۔

تجرباتی سکولوں کے ساتھ سکول اگست ۱۹۸۰ء میں نئی کتاب کے تصدیق سکول پڑھانے کے لئے باقاعدہ دو ہفتے کی تربیت دی گئی۔ اور اس کے ساتھ مطلوبہ تعداد (۳۰ کتب خانوں) میں کتب اور رہنمائی کے ساتھ فراہم کی گئی۔

جماعت اول میں باقاعدہ مدرسہ ۱۷ ستمبر ۱۹۸۰ء سے شروع ہوتی۔ کیونکہ اس سے پہلے پروگرام کے مطابق طلبہ نے ابتدائی قاعدہ رقم کرنا تھا۔ توجہ تھی کہ سالانہ امتحان تک جو عام طور پر فروری۔ مارچ میں ہوتا ہے۔ طلبہ کو کس کھل کر دیں گے اور امتحان کیلئے تیار ہوں گے۔ اس منصوبہ کی نگرانی کیلئے صوبہ جاتی سطح پر ایک ٹیم بھی مقرر کی گئی۔ جس نے دورانیہ میں

ہر سکول میں جاکر اساتذہ کو پڑھانے پر آمادہ کیا اور حسب ضرورت رہنمائی بھی کی۔ اور
 ۱۹۸۱ء میں مرکزی سطح پر پہلی جماعت کے تھریڈز کے مطابق تیار کئے گئے۔ ایک سطح
 کے ذریعے جو ۱۰ سہولیات پر مشتمل تھا۔ خواندگی اور لکھائی کی ہمارے تہوں کے علاوہ مختلف مضامین
 کے تھریڈز کا احاطہ کرتا تھا۔ بچے کا انفرادی امتحان لیا گیا۔ اس امتحان کے نتائج
 اگے مرتب کئے جا چکے ہیں۔ اور اگرچہ انکا تجزیہ مرکزی سطح پر ہو گا۔ لیکن پھر بھی ان
 کے ابتدائی نتائج سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ کہ نئی مربوط کتاب کافی حد تک مفید
 ہے۔ اور توقع ہے کہ ستمبر ۱۹۸۱ء سے ملک کے تمام سکولوں کی پہلی جماعت میں نئی مربوط
 کتاب کسی حد تک ترمیم کے ساتھ رائج ہو جائے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ جماعت دوم کی تجرباتی کتاب کا مسودہ بھی ہر صوبہ نے اپنے طور پر
 تیار کیا۔ اور ۱۶۔ ۱۷ جون ۱۹۸۱ء کو حیدر آباد قومی تنظیم کے اجلاس میں پیش ہوا۔ توقع
 ہے۔ حسب سابق ان تجرباتی سکولوں میں یہ کتاب بھی اسی سال ستمبر سے شروع کر دی جائے گی۔
 تاکہ ۱۹۸۲ء تک اس کی نتائج بھی سامنے آسکیں اور ۱۹۸۲ء میں سے اگے نتائج مثبت ہوں
 تو اسے بھی ترمیم کے ساتھ ملک میں رائج کیا جاسکے۔

صوبہ سرحد میں زرعی و ٹیکنیکی

تعلیم کی پیش رفت

☆ محمد مہدی خان

صوبہ سرحد میں ایگر و ٹیکنیکل ایجوکیشن کے متعلق تحریر کرتے سے پہلے ضروری ہے کہ زرعی و فنی تعلیم کی افادیت سے متعلق وضاحت کی جائے۔ زرعی و فنی تعلیم کے مقصدوں کو عمری تعلیم کے مضامین کا جزو لاینفک اس لئے بنا دیا گیا ہے کہ عمری تعلیم کو جدید ضروریات کے مطابق وسعت دی جائے اور اسے با مقصد بنایا جائے۔ اگر دیکھا جائے تو زندگی کے رومش کافی حد تک تبدیل ہو گئی ہے۔ ملکی ترقی کا راز جدید ٹیکنالوجی کے حصول میں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے ترقی یافتہ ممالک ٹیکنالوجی میں ترقی کے باعث دیگر پسماندہ ممالک کو زیر اثر اور تابع رکھے ہوئے ہیں۔

یہ حالات پیچھے نہیں مڑ سکتے، بلکہ ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک ایکہ وقت کی حیثیت سے کم پیدا داری صلاحیت رکھنے والے ممالک کو زیر دستہ رکھے ہوئے ہے۔ اس لحاظ سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ نظام تعلیم کو بہتر بنایا جائے۔ تاکہ تعلیم یافتہ لوگ موجودہ جدید ٹیکنالوجی کے گرد و پیش کے آلات و سامان کو بہتر طور پر جان سکیں اور ان میں روزمرہ کی استعمال کی اشیاء کو جاننے کی صلاحیت پیدا ہو۔ تعلیم کا مطلب صرف علم حاصل کرنا نہ ہو۔ بلکہ محسوس کردہ علم و ہنر سے زیادہ سے زیادہ استعمال میں لانے کی صلاحیت پیدا کی جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ طلباء و مہنریت و مشقت کا اسلامی شعار پیدا کیا جائے اور طلباء اپنا ہنر سیکھ سکیں کہ اگر وہ تعلیم جاری نہ رکھ سکیں تو ان میں اتنی صلاحیت پیدا ہوتی ہو کہ وہ ملکی، معاشی اور اقتصادی کاموں میں حصہ لے سکیں اور مفید ثابت ہوں۔

فنی وزرعی تعلیم کا اجراء :

فنی وزرعی تعلیم کے مضامین سکولوں میں پہلے بھی پڑھاتے جاتے تھے۔ لیکن ان کی حیثیت ثانوی تھی۔ اور فنیاری مضامین تھے۔ اور اکثر یہ تیار تھا کہ یہ مضامین کمزور اور پس ماندہ طلباء کو لینے چاہیں۔ بھونچے ہنر کو ناپسندیدگی سے دیکھا جاتا تھا لیکن اب ان کی افادیت کی خاطر یہ مضامین لازمی دیتے گئے ہیں۔

اجراء :

۱۔ ایگر ڈیپیکٹو ایجوکیشن کے عملی اجراء یعنی ۱۹۷۵ء سے پہلے بھی بعض مڈل اور چند ہائی سکولوں میں درکشاپ شاپ اور درکشاپ و لیبارٹریاں بنائی گئی تھیں اور باہم کوٹا رکھیں۔ زراعت اور انڈسٹریل آرٹس کے مضامین پڑھاتے جاتے تھے۔ لیکن ایگر ڈیپیکٹو (AGRO TECH) سکیم کے تحت ستر (۷۷) سکولوں میں نئے درکشاپ بناتے گئے۔ اور ہر ایک سکول کو تقریباً تینیس ہزار روپے سامان خریدنے کیلئے دے گئے۔ اور ہر سکول میں ایک اسٹنٹ درکشاپ انڈسٹریل اور ایک شاپ انڈسٹریل کی آسامی دہائی کی گئی۔

علاوہ ازیں روکیشنل ایجوکیشن کے سلسلے میں چوبیس سکولوں میں مندرجہ ذیل سہولتیں بہتیا کی گئی ہیں اور سالہ دواں میں بھی دو سکولوں میں انڈسٹریل آرٹس، دو میں زراعت اور دو میں کامرس کے بی ایڈ یول کے اساتذہ تعینات کئے گئے۔

نمبر شمار	دو کیشنل مضمون جاری کردہ	تعداد سکول	تقریر و کتاب یا لیبارٹری	قیمت سال بہیا کردہ	تعداد اساتذہ	تعداد شاہ اسٹنڈنٹ
۱	بکوں کا کام	ڈسکول	ایک درکشاہ فی سکول	۳۰ ہزار پچھلے سکول	تین درکشاہ انٹرکول ایک اسٹنڈنٹ درکشاہ انٹرکول فی سکول	ایک درکشاہ اسٹنڈنٹ فی سکول
۲	انکوائری کا کام	چار سکول	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۳	وٹا کا کام	تین سکول	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۴	ایم این ایچس	چار سکول	ایضاً	ایضاً	ایک ب۔ ا ایس کس ہرم ایم این ایچس فی سکول	ایضاً
۵	مذاہمت	وٹن سکول	—	ایضاً	ایک بی ایس کس ڈسٹ فی سکول	ایضاً
۶	کامرس	ایک سکول	ایک درکشاہ	ایضاً	ایک بی کام ٹیچر	ایضاً

(نوٹ) مندرجہ بالا سکولوں اور دیگر جنہی سکولوں میں زیڈ ایل گورنمنٹ نے بھی کافی سامان مہیا کیا ہے اور اساتذہ کرام (منوٹ) اور دیگر ایجوکیشنل سکولوں کو ساتھ میں لاکھ روپے کا سامان بھی کوڑی ہا تا کہ موجودہ سکولوں کی حالت بہتر بنائی جاسکے۔

ایگریکولٹیکل اور ووکیشنل اساتذہ (Agro: Tech: & Vocational Teachers)

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے صوبے میں ایگریکولٹیکل اور ووکیشنل اساتذہ کی پوزیشن نسبتاً اچھی ہے کیونکہ ہمارے ہاں بی۔ ایس۔ سی۔ زراعت اور ڈپلومہ ہارلڈز (ایسوسی ایٹ انجینئر) بی۔ کام اور بی۔ ایس۔ سی۔ ہوم سائنس اساتذہ کی تعداد معقول ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے صوبے میں پہلے ہی سے اے۔ ڈبلیر۔ آئی (نیچل آباد اور ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کے تربیت یافتہ اساتذہ کی تعداد معقول ہے۔ زراعت سیکلے ایس۔ وی۔ زراعت۔ ہوم سائنس سیکلے خواتین سی۔ ڈی اساتذہ بھی کافی ہیں۔ اگرچہ انہیں ایگریکولٹیکل مضامین سیکھتے جدید طریقہ ہائے تدریس سے روشناس کرنے کی ضرورت ہے۔

ایگریکولٹیکل اور ووکیشنل اساتذہ کی اسامیاں :

ایگریکولٹیکل سیکم کے تحت ہمارے صوبے میں پچاس سی۔ ڈی ہوم سائنس کی پوسٹ منظور ہوتی ہیں اور ستر (۷۷) اے۔ ڈبلیر آئی اور ستر (۷۷) ورکشاپ انڈسٹری کی پوسٹیں موجود ہیں۔ یہ تعداد ان ٹیکنیکل۔ زراعت اور ہوم سائنس اساتذہ کے عداد میں ہے۔ جو کہ ایس۔ سی۔ پہلے بطور ایس۔ وی۔ زراعت یا اے۔ ڈبلیر۔ آئی۔ کام کرتے تھے ہیں۔ سال ۸۲-۸۱ سے لے کر سینتیس (۳۷) سی۔ ڈی بیول کی ایگریکولٹیکل ٹیچرز کی پوسٹیں برائے ہوم سائنس کی اور ایڈسٹریل آرٹس جناب ڈائریکٹر صاحب محمد ایس۔ خان صاحب نے منظور کرائی ہیں۔ پوسٹ "SNE" ایگریکولٹیکل سنٹرلے صوبائی نظامت تعلیم کی مدد سے تیار کیا تھا۔

ووکیشنل ٹیچرز کی اسامیاں :

باقی سکروں میں ۶۷ بی۔ ایس۔ سی۔ زراعت اساتذہ کی پوسٹ منظور ہوتی ہیں۔ انڈسٹریل آرٹس سیکلے ۲۷ ورکشاپ انڈسٹری۔ نو (۹) اسٹنڈرڈ ورکشاپ انڈسٹری اور نو (۹) ورکشاپ انڈسٹری کی پوسٹیں منظور شدہ ہیں۔ کامرس سیکلے ایک ٹیچر اور

ہوم اکٹا مکس کیلئے چار بی ایس سی ہوم اکٹا مکس ٹیچرز اور چار شاپ اسٹنٹ بھی منظور ہیں۔
 سال ۸۲ - ۱۹۸۱ء کیلئے جناب ڈائریکٹر صاحب سے مساعی عہدہ کی وجہ سے مزید دو
 بی ایس سی زراعت - دو ورکشاپ اسٹریکچر اور دو کامرس کی پوسٹیں یکم جولائی ۱۹۸۱ء سے منظور
 ہوجائیں گی۔ یہ تعداد بھی پائلٹ سیکنڈری - کمپری ہائیڈ اور ٹیکنیکل ہائی سکولوں اور دیگر اکن ہائس
 سکولوں کے علاوہ ہے۔ جہاں پہلے سے اس طرح کے مضامین پڑھانے کا انتظام موجود ہے

ایگزٹو ٹیکنیکل اور وکیشنل اساتذہ کی مزید ضرورت

محکمہ تعلیم سربہ سرحد نے ۱۹۸۰ء تک تمام سکولوں میں ایگزٹو ٹیکنیکل مضامین کا اجراء
 ہشتم تک پڑھانا لازمی قرار دیا ہے۔ اگرچہ بعض سکولوں کو نامناسب حالات کی وجہ سے
 مرضی اختیار دیا گیا ہے مگر وہ اس سے متقابل دیگر اختیاری مضامین پڑھائیں۔ گذشتہ دو
 سالوں سے مڈل سٹینڈرڈ وظیفہ کے امتحان میں ایگزٹو ٹیکنیکل مضامین لازمی تھے۔ اور
 اس سال زراعت میں دو ہزار ایک سو پندرہ طلباء اور انڈسٹریل آرٹس میں تین سو اسی ہتر
 (۳۷۱) اور ہوم اکٹا مکس کی بھی کثیر طابقت نے امتحان دیا ہے۔ آئندہ سال سے چونکہ مڈل
 سٹینڈرڈ کا امتحان لازمی قرار دیا گیا ہے۔ لہذا کثیر تعداد میں طابقت اور طلباء ایگزٹو ٹیکنیک
 مضامین میں امتحان دیں گے۔

ایگزٹو ٹیکنیکل مضامین میں چونکہ طلباء اور طابقت نے سہر سیکھنا ہوتا ہے۔ اس
 لئے طلباء کو بڑے طریقہ تدریس کے ذریعے خود عملی کام کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے سبکدہ وقت
 صرف بیس طلباء ایک ورکشاپ یا لیبٹری میں عملی کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ لہذا
 اگرچہ کلاس میں چار سینٹرل یا پچاس سکے طلباء ہوں تو انہیں دو حصوں میں بانٹ کر علیحدہ
 علیحدہ اساتذہ کے زیر نگرانی عملی کام پڑھایا جاتا ہے گا۔ اسی طرح اگر سکول میں ہر جماعت میں
 کئی کئی سیکشن ہوں۔ تو اساتذہ کی ضروریات اس لحاظ سے اور زیادہ ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ
 جناب ڈائریکٹر صاحب نے آئندہ سال ۸۲ - ۱۹۸۱ء کیلئے ڈائریکٹر ڈائریکٹر کی وسطی

مزید کثافت کے مطابق اسکے لئے S.N.E (ایس۔ این۔ ای) مانگی ہیں۔ اُسید ہے کہ پیڈ
ماسٹر صاحبان ایگزیکٹو کونسل کے مضامین میں مندرجہ بالا وضاحت کے تحت حق بجانب
مزید پوسٹوں کے حصول کے بعد اپنے سکولوں میں صحیح دروس و تدریس کے مواقع پیدا
کریں گے۔

علاوہ انہیں یہ بات بھی مشاہدہ میں آئی ہے کہ ایگزیکٹو کونسل کے مضامین کے طلباء
اکثر درکشپ اور لیبارٹریوں میں بیٹھ کر صرف اشکال بناتے ہیں اور ان سے عملی کام نہیں
لیا جاتا۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ان کے پاس عملی کام کرنے کیلئے تمام اشیاء و نہیں ہیں۔ حالانکہ تمام
اشیاء پر امانت نہیں آتا۔ سہیٹس۔ ٹینکس۔ روپے میں ٹین شیٹ۔ پائیل کا خالی کنسٹرکٹریو سکول
طلباء سے شیٹ ورک (SHEET - WORK) کرایا جاسکتا ہے۔ یا اگر طلباء
سے کہا جائے کہ وہ خالی ڈالڈ اسکے ڈیٹے لاکر سکول میں ان سے مفید چیزیں بنا لیں
اور اپنے گھر لے جائیں تو طلباء بخوش ایسا کریں گے اور عملی کام بھی ہوسکے گا۔ اور وہ کچھ
ہنر بھی سیکھ سکیں گے۔ اس طرح سے کام جاری رکھا جاسکتا ہے۔ یہ صرف مثال کے طور
پر بیان کیا گیا ہے۔ اسے اصول نہیں بنانا چاہیے۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان ایگزیکٹو کونسل
اساتذہ صاحبان کی کارکردگی میں زیادہ دلچسپی لیں تو ان کے مسائل کو دور کر سکتے ہیں۔
اور انہیں عملی کام کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں۔

ایگزیکٹو کونسل اور ووکیشنل ٹیچرز ٹریننگ :

ایگزیکٹو کونسل اور ووکیشنل ٹیچرز ٹریننگ

ترجمیت یا فستہ اساتذہ کی ضرورت ہے اور سب سکولوں کیلئے ایسے اساتذہ کی مناسب تعداد
ہزاروں کم ہے۔ جی کہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں فیڈرل حکومت نے ہر
صوبے میں ایگزیکٹو کونسل ٹیچرز ٹریننگ سنٹر قائم کئے ہیں۔ جو کہ اب صوبائی محکمہ تعلیم کی
تحتویں میں یکم جولائی ۱۹۷۸ سے چلتے گئے ہیں۔ ہمارے صوبے میں یہ سنٹر محکمہ ٹیچرز ٹریننگ
ٹیچرز ٹریننگ سنٹر ٹیچرز ٹریننگ ہائی سکول بنار سے ہاسٹل میں کام کر رہا ہے۔ اس کی اپنی بیلڈنگ

تنظیم نو :

ایگزوٹیکنیکل ایجوکیشن کا اجرا گذشتہ حکومت کے دور میں ہوا تھا۔

اور کافی سکوروں میں سرکشا پے بناتے گئے اور سامان مہیا کیا گیا۔ لیکن اسکا احسار اور اتنا جلدی اور بے ترتیبی سے تھا کہ اس کے پلانے سے لے کر محکمے میں ہنرمند افراد کو کسی کوئی مشینری نہ تھی۔ اب یہ بات سمجھ سکی گئی ہے کہ ہر ضلع۔ ڈویژن اور ڈائریکٹریٹ میں ایگزوٹیکنیکل مضامین سے متعلق ہنرمنداشی ص ہوں۔ تاکہ پیکیم صحیح طرز سے رکھی جاسکے۔ اس ضمن میں حکومت کو تعاون بھی گئی ہیں کہ ہر ضلع میں علیحدہ علیحدہ ایک اسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر این۔ پی۔ سکین (۱) میں برائے ذراعت نا انڈسٹریل آرٹس اور ہوم اکٹامکس ہو۔ اور ڈویژن اور ڈائریکٹریٹ بول پر ایک ڈپٹی ڈائریکٹر ایگزوٹیک این۔ پی۔ این (۱۸) میں ہو۔

امید ہے کہ اس طرح ایگزوٹیکنیکل اور مکینیکل ایجوکیشن کی دیکھ بھال اور ترقی صحیح سمت اختیار کر سکے گئے۔

صوبہ اترپردیش

تعلیم بالغان

محکم دلائل و براہین سے مزین

بیسویں صدی میں تعلیم انسان کا بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے، لیکن اسلام کے داعی دلی نے آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے ہر مسلمان مرد اور عورت کیلئے فرض قرار دیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نس و نسل سے مستعان گھرانے کی یہ ایک مذہبی روایت بن گئی کہ ہر بچہ قرآن کریم سے تعلیم کا آغاز کرنے لگا اور کم از کم دینی معلومات ہر مسلمان اپنے لئے ضروری سمجھنے لگا۔ یہ روایت صدیوں قائم رہی البتہ غلامی کے مفسر اخلاقیات نے جہاں زندگی کے دوسرے شعبوں کو متاثر کیا وہاں تعلیم کا شعبہ نسبتاً زیادہ متاثر ہوا۔ چنانچہ آزادی کے وقت ہمارے ملک میں خواندگی کا مجموعی تناسب پندرہ یا سولہ فیصد تھا۔ اور دیہات باعہوم اور غریبوں کی آبادی بالخصوص اس سے زیادہ متاثر رہی۔

یہ حالت اس قوم کے تھی جس کیلئے تعلیم حاصل کرنا مذہبی فرض تھا اور اب جبکہ ملک آزاد ہے تعلیم کے مواقع بھی پانچویں کی حد تک اکثریت کو میسر ہیں لیکن اس کے باوجود خواندگی کے فیصد تناسب میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا۔ اس لحاظ سے یہ بات تشویش کا باعث بنتی ہے۔ اور ہر سرچنے والے کو دعوت ہے کہ وہ ان عوامل پر غور کرے اور خواندگی میں عامل مشکلات کو دور کرنے میں مدد دے۔

یہ بات مسلم ہے کہ کوئی مڑا شدہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے مجملہ افراد ترقیاتی کاموں میں شعوری شرکت کی کوشش نہ کریں اور شعوری کوشش کیلئے ہمارے اور تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے حکومت پاکستان نے تعلیم عام کرنے اور ناخواندگی

کو ختم کرنے کے لئے جہاں پرائمری سکول جگہ جگہ کھولے ہیں وہاں بالغوں کی تعلیم کو بھی عام تعلیم کے پروگرام کا اہم جز بنا دیا ہے۔ صوبہ سرحد میں تعلیم بالغوں کا پروگرام ادارہ ترقی و نصاب و توسیع تعلیم کے زیر نگرانی ۴۲-۱۹۷۳ء میں ۱۷ مراکز سے شروع کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام ۷۵-۱۹۷۴ء کے استثناء کے ساتھ ہر سال باقاعدگی سے چلتا رہا۔ گذشتہ سال پندرہ صوبہ میں ۱۳۵ مراکز کام کرتے تھے (مراکز کی تفصیل آخر میں دیتے ہوئے جدول میں درج کی گئی ہے۔

طریقہ کار :

یہ مراکز عام طور پر ہائی/بڈل یا پرائمری سکولوں میں ہیٹ ماسٹر یا ٹیچر/آئری عملہ کی سفارش پر کھولے جاتے ہیں اور ہیٹ ماسٹر یا ایس۔ ٹی۔ ای۔ او متعلقہ سکو اختیار ہوتا ہے کہ مقامی طور پر کسی معلم کو انسٹرکٹر مقرر کیا جائے۔ ہر انسٹرکٹر سکو اخذ فی لائسنس دیا جاتا ہے۔ جس کی شرح مختلف رہتی ہے۔ اس سال دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ادائیگی کی گئی اس کے علاوہ ہیٹ ماسٹر کو ۵۰ روپیہ ماہوار اور ایک خدمتگار کو ۲۵ روپیہ ماہوار کے حساب سے لائسنس دیا گیا۔

ہر مرکز میں ۲۵ بالغوں کے حساب سے کتب اور کتابیں بھی مفت دی جاتی ہیں تاکہ بالغوں پر مالی بوجھ نہ پڑے اور وہ شروع سے پڑھیں۔

مرکز کے اوقات سائے تین بجے اور ساڑھے پانچ بجے سے مقامی حالات کے مطابق ایک گھنٹہ مقرر ہیں۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ اکثر معلم مقامی حالات کے مطابق بالغوں سے مشورہ کے بعد شام کے بعد ہی مرکز کھولتے ہیں۔

مقاصد :

یہ پروگرام کے اختتام پر بالغ اس قابل ہوں گے کہ :-

۱:- اسان زبان (اردو) پڑھ لکھ سکیں۔

۲:- انہیں اتنا سہمی شعور حاصل ہو کہ وہ حقوق و ذرائع سمجھ کر اسلامی معاشرہ

میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

۳: روزِ مرہ زندگی کی بعض بنیادی اور اہم باتیں مثلاً ٹریکس، قوانین، ابتدائی طبی امداد اور صحت و صفائی کے طریقوں اور اہلیت کا شعور تاکہ وہ انہیں زندگی میں اپنا سکیں۔

۴: گفتگو کرنے کی مہارت تاکہ وہ بر وقت ضرورت مغل میں بات چیت کر سکیں۔
۵: قرآن کی چیدہ سورتیں نماز اور جنازہ کا سبقت یاد کرانا۔

نصاب و مکتب : صوبائی سطح پر بالغوں کے لئے مکتب نہیں کبھی گئیں۔ البتہ تعلیم باغیاں کے شعبوں میں بعض اداروں نے مفید کام کیا ہے اور ان کی ضروریات اور نفسیات کو پیش نظر رکھ کر مکتبیں تیار کی ہیں۔ جن میں سے ایک ایکمیشن سوسائٹی (BASIC EDUCATION SOCIETY) گوجرانوالہ اور نظامت تعلیم باغیاں ملٹن روڈ لاہور کی کتابوں کو مفید پاکر اپنے مراکز کے لئے خرید کر مفت فراہم کیا گیا۔ البتہ اساتذہ کو ہایٹ دی گئیں کہ نماز، کلمہ اور سوہن زبانی پڑھائی جاتی یا حسب ضرورت یاد کرائی جائیں۔

انٹر کمپری کی تربیت اور ورکشاپ :

انٹر کمپری تقری کے بعد انہیں باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے جو ایک ہفتہ سے لے کر پندرہ دن کے دورانیہ پر مشتمل ہوتی ہے اس تربیت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اساتذہ کو مرکز کا سرے کر سنے، بالغوں کو پڑھانے کے طریقے بتاتے جاتیں۔ چنانچہ اب تک ایک پندرہ روزہ ورکشاپ ۱۹۷۶ء میں منعقد کرائی گئی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر اساتذہ کی تربیت کیلئے ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۸ء میں منعقد کئے گئے۔

ایک ورکشاپ سپروائزرز کی بھی منعقد ہوتی جس میں انہیں ہنگامی کے فرائض و

طریقہ بتاتے گئے۔

اس سال تربیتی اداروں کے اساتذہ کو ماسٹر ٹرینرز کی حیثیت سے تربیت دی گئی تاکہ وہ آئندہ ہمارے اساتذہ کو تعلیم بالغاں کے لئے تیار کر سکیں۔

نگران عملہ :

مقامی ہیڈ ماسٹرز اور ڈی ای او یا ایس ڈی ای او صاحبان کے علاوہ باقاعدہ نگران عملہ مقرر ہے جن کے ذمہ مقامی حالات کے مطابق چار یا پانچ مرکز کی نگرانی ہوتی ہے وہ ایک ڈی مایہز ہر مرکز کو دیکھتے ہیں اور اساتذہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور ادارہ نئی عرصہ کے رپورٹس بھیجتے ہیں۔ ان رپورٹوں کے پیش نظر مرکز کو اگر نہ چل سکے تو بند یا منتقل کیا جاتا ہے۔

مشکلات :

ہمارے معاشرہ میں تعلیم بالغاں کے کام کو کامیابی سے چلانے کی راہ میں کافی مشکلات ہیں۔ اور دیکھا یہ گیا ہے کہ بعض اوقات نہایت مختصراً آزمودہ اور ویاتذہ کارکن بھی اپنی بے بسی کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ ان مشکلات میں سے بعض یہ ہیں :-
۱۔ بالغ (خواندہ اور ناخواندہ دونوں) اس کی اہمیت سے واقف نہیں یا اسے اہمیت نہیں دیتے۔

۲۔ ناخواندہ بالغ کا یہ خیال کہ وہ پڑھنے کے قابل نہیں رہا۔

۳۔ مشینری سپرٹ رکھنے والے معلمین کا فقدان۔

۴۔ محض خواندگی بالغ کیلئے کوئی کشش نہیں رکھتی۔

۵۔ بالغ انتہائی مصروف ہوتے ہیں۔

۶۔ ناخواندگی کے خلاف کوئی تعزیری قوانین نہیں۔

۷۔ کوئی مستقل ادارہ اس پروگرام کو چلانے کے لئے نہیں۔

تجاویز : اگرچہ تجاویز دینا اس مضمون سے دائرہ کار میں نہیں آتا لیکن اشارہ چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں ممکن ہے کسی وقت کام آجائیں ۔

۱۔ اسے عام تعلیم کا حصہ بنایا جائے اور تحصیل یا ضلعی سطح سے نگران عملہ کے ذمہ داری میں دیا جائے ۔

- ۲۔ کم سے کم عرصہ پچھلے پچھلی قوم کا ہر فرد معلم یا متعلم بن جاتے ۔
- ۳۔ ناخواندگی کو قانوناً جرم قرار دیا جائے ۔
- ۴۔ کم سے کم مراکز سکھانے جاتیں اور ان میں کسی مہارت کا انتظام کیا جاتے ۔

تعلیم بالغاں ایک منظر میں

بجٹ	دورانیہ	تعداد بالغان	مراکز کی تعداد	سال
ایک لاکھ روپیہ	۳ ماہ	۵۸۰	۱۷	۴۴ - ۱۹۷۳ و
—	کوئی سرسز نہیں کی گئی	—	—	۴۵ - ۱۹۷۴ و
تین لاکھ روپیہ	۳ ماہ	۳۰۵۰	۱۰۱	۴۶ - ۱۹۷۵ و
"	"	۳۷۵۰	۱۵۰	۴۷ - ۱۹۷۶ و
پانچ لاکھ روپیہ	۵ ماہ	۲۵۸۵	"	۴۸ - ۱۹۷۷ و
"	۸ ماہ	۳۲۷۸	"	۴۹ - ۱۹۷۸ و
ایک لاکھ روپیہ	۵ ماہ	۱۰۰۰	۵۰	۸۰ - ۱۹۷۹ و
چار لاکھ آٹا لیس ہزار روپیہ	۸ ماہ	۲۰۸۰	۱۳۵	۸۱ - ۱۹۸۰ و

ایس، ڈبلیو، ایف، پی

ٹیکسٹ بک بورڈ

☆ پروفیسر حبیب الرحمن

۱۹۶۲ء تک پاکستان میں ورسٹی کتب کا نظام کچھ اس طرح تھا کہ مختلف ناشر مختلف جاعتوں کے لئے کتا ہیں نکھراتے اور پھر اس ٹیکسٹ بک کمیٹی کو منظوری کے لئے پیش کرتے۔ جو کتا ہیں کمیٹی منظور کر لیتی وہ پڑھائی جاتیں۔ اس طریق کار میں کچھ اس قسم کے نقائص تھے کہ ناشرین جب کتا ہیں نکھرا لیتے تو پھر ان کی منظوری سیکھتے وہ ہر طریقہ اختیار کرتے، اور جو منظور جاتا تھا انہیں زیادہ سے زیادہ مدارس میں لگوانے کے لئے دوطرہ دھوپ ہوتی۔ کبھی کبھار شیلای یا ٹیٹریلے نظام کے نقائص یہاں بھی دیکھنے میں آتے مگر وہ بندی ہو جاتا اور کچھ ڈمی سیٹ مقابلے میں رکھ کر کتا ہیں منظور کراتی جاتیں۔ اس طرح ایک تو کتب میں یکسانیت نہیں ہوتی تھی۔ دوسرے یہ طریقہ سرعت ترقی پذیر و مدرسے تفتاحوں کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ جس میں بدلتے ہوتے حالات کے تحت نصابیات اور ورسٹی کتب پر وقفہ وقفہ سے نظر ثانی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ علاوہ ازیں ۱۹۶۲ء سے پہلے کے اس طریق کار کے بارے میں ایک گورنر شکایات تھیں۔ بعض نامور مصنفین کے نام بیچنے کی کوشش کی جاتی تھی حالانکہ ان کا ان کتب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ اس نوعیت کی بے شمار خرابیوں اور شکایات کی بنیاد پر صدر مملکت نے ایک کمشن قائم کیا جسکی سفارشات کی روشنی میں ۱۹۶۲ء میں معزنی پاکستان ٹیکسٹ بک بورڈ قائم ہوا۔

دیگر ترقی پذیر ممالک ترکی ، ایران ، بھارت و چین میں بھی اسی طرح ٹیکسٹ بک بورڈ قائم ہیں۔ بورڈ کے سپرد پہلی سے بارہویں جماعت تک کی درسی کتب کی تیاری ، طباعت اشاعت اور تقسیم کا کام ہوا۔

۱۹۷۰ء میں قیام عدت مغربی پاکستان ختم ہو گئی تو ہر گنتی تہہ ماہ تک پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ، پنجاب کے علاوہ دیگر صوبوں کی درسی کتب کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ اس دوران دیگر صوبوں میں بھی ٹیکسٹ بک بورڈوں کی تشکیل عمل میں آتی۔ صوبہ سرحد میں ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء کے ایک آرڈیننس کے ذریعے این ڈبلیو ایف پی ٹیکسٹ بک بورڈ کے نئے صوبہ سرحد کے نئے وہی فرائن ہیں جو عدت مغربی پاکستان کے دوران مغربی پاکستان ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور ملک کے اس حصے کے لئے انجام دیتا تھا۔ ٹیکسٹ بک بورڈ کے دائرہ کار اور فرائن کا اجمالی خاکہ یہ ہے :-

۱۔ حکومت کی تعلیمی پالیسیوں کا درسی کتب ، امدادی کتب اور تدریسی معاونات کے سلسلے میں نفاذ کرنا۔

۲۔ پرائمری ، ثانوی ، اعلیٰ ثانوی مدارس اور اساتذہ کے مختلف پیشہ ورانہ تربیتی کورسوں کے نصابوں کے مطابق درسی کتب اور رہنما تے اساتذہ کی تیاری و اشاعت۔

۳۔ انگریزی ذریعہ تعلیم کے مدارس کی کتب کی تیاری۔

۴۔ معذور طلباء کی تعلیم کے لئے کتب کی تیاری۔

۵۔ تعلیم بالغاں کے لئے کتب کی تیاری۔

۶۔ درسی کتب سے متعلق احصائی مواد کی تیاری و اشاعت۔

۷۔ نصاب اور درسی کتب سے متعلق مسائل میں تحقیق اور مواد حوالہ کی تیاری۔

۸۔ درسی کتب کی تیاری اور اشاعت کے لئے ضروری ہدایات و ضوابط معین

کرنا۔

- ۱۹۔ درسی کتب کی تفہیم کا نظام وضع کرنا۔
- ۲۰۔ مفسرین سے لے کر ہیتی مدرسوں کا اہتمام کرنا۔
- ۲۱۔ بالعموم کے مطالعے سے لے کر مواد تیار کرنا اور شائع کرنا۔
- ۲۲۔ جدید نظریہ ہائے تعلیم و تربیت ہائے تعلیم سے متعلق ضروری کتابیں
مطالعہ مواد تیار کرنا اور شائع کرنا۔
- ۲۳۔ درسی کتب اور تدریسی معادلات کے نوثر استعمال کے لئے درکشاپ
اور سمینار منعقد کرنا۔
- ۲۴۔ نصاب، درسی کتب، تدریسی معادلات اور دیگر مطالعاتی مواد سے متعلق
تحقیق کرنا۔
- ۲۵۔ درسی کتب اور تدریسی مواد کی نمائشوں کا اہتمام کرنا۔
- ۲۶۔ کتب حوالہ، درسی کتب اور اسی نوعیت کے دیگر مواد پر مشتمل لائبریری
بہانا۔

ٹیکسٹ بک بورد ایک خود کفیل، خود مختار ادارہ ہے جسکی ہیئت حاکمہ
(کنٹرولنگ اتھارٹی) گورنر صوبہ سرحد ہیں۔ بورڈ دھرم و دینی عمل اور ایک چیرمین پر مشتمل
ہے۔ بورڈ کی ایک مشاورتی کونسل بھی ہوتی ہے۔ جس کی ہر دو سال بعد تشکیل نو ہوتی ہے۔
آرڈی نہیں کے مطابق مشاورتی کونسل کی ہیئت ترکیبی یہ ہے :

- ۱۔ چیرمین ٹیکسٹ بک بورد (چیرمین)
- ۲۔ وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی یا ان کا نمائندہ۔
- ۳۔ ڈائریکٹر ایجوکیشن صوبہ سرحد (بمقام ہمد)
- ۴۔ چیرمین ثانوی تعلیمی بورڈ پشاور ()
- ۵۔ ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن صوبہ سرحد ()
- ۶۔ کالج کا ایک پرنسپل (جسے ہیئت حاکمہ نامزد کرے)

۷۔ ہائی سکول کا ایک ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مٹریس (جسے ہیئت حاکمہ نامزد کرے)

۸۔ مڈل سکول کا ایک ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مٹریس (جسے ہیئت حاکمہ نامزد کرے)

۹۔ مینجنگورنٹ پرنسپلنگ پریس ممبر سرحد (پنجاظ عہدہ)

۱۰۔ ناشرین کا ایک نمائندہ (جسے ہیئت حاکمہ نامزد کرے)

این ڈبلیو ایف پی ٹیکسٹ بک بورڈ اپنے محمد وسائل اور محدود اسلے کے باوجود اپنے فرائض کو بہ احسن پورا کر رہا ہے اور حکومت پاکستان کی تعلیمی پالیسیوں کے نفاذ میں کسی بڑے صوبے سے ٹیکسٹ بک بورڈ سے پیچھے نہیں رہا۔ اس بورڈ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ۱۹۷۴ء میں جب حکومت نے پہلی جماعت میں ملا قیمت درسی کتب تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا تو اس بورڈ کے کتابوں کے سیٹ کی لاگت ملک بھر کے ٹیکسٹ بک بورڈوں کی نسبت بہت کم تھی اور یہ اس کے اہلکاروں کی محنت، لگن، ذوق و شغلی اور دیانت داری کا نتیجہ تھا۔

این ڈبلیو ایف پی ٹیکسٹ بک بورڈ کو اپنے تیار کیے ابتدائی دور میں کافی مشکلات کا سامنا تھا۔ لیکن بورڈ کے اہلکاروں نے اپنی محنت اور تجربے سے ان پر قابو پایا۔ صوبہ سرحد میں طباعت کھیلنے والے وہ سبھولتیں بیکسر تھیں اور ذاتی تعداد میں پریس تھے کہ درسی کتب کو طباعت کا کام صوبے کے اندر ہی ہو سکتا۔ اس لئے وقت پر طلباء کو کتا ہیں مہیا کرنے کیلئے لاہور اور کتاچی کے پریسوں سے رجوع کرنا پڑتا تھا۔ بعض کتا ہیں جو پنجاب کے ساتھ مشترک تھیں ان میں مریاد کو پنجاب سے بہتر بنانے، قیمت کو پنجاب سے کم کرنے اور پنجاب کی کتاب سے پہلے کتاب چھپنے کے معاملات درپیش ہوتے تھے۔ ورنہ بعض مفاد پرست کتب فروش زیادہ کمیشن کی خاطر پنجاب کی کتا ہیں لاکھ بیچ دیتے تھے جس سے بورڈ کی معیشت کو نقصان پہنچتا تھا۔ بورڈ نے ان دشمنان میں ہر قابو پانے کے لئے اقدامات کئے۔

مغربی پاکستان کے نمائندے میں ٹیکسٹ بک بورڈ نے درسی کتب کی اشاعت کھیلنے کی طریقہ کا اختیار کر رکھا تھا کہ بعض اداروں کو جو ناشر کہلاتے تھے طباعت کا کام سونپ دیا جاتا تھا۔ بورڈ ان اداروں کو مسودہ فراہم کرتا، کاغذ فراہم کرتا، اور کتاب کی قیمت مقرر کر دیتا۔ یہ ادارے کتاب

پچھاپ سکہ فروخت کرتے اور بورڈ کو کاغذ کی قیمت اور ۱۲ انچ راتلٹی ادا کر دیتے۔ اس طرح کار میں جو امر عجیب نظر آتا وہ یہ تھا کہ یہ ادارے جو ناشر کہلاتے تھے درحقیقت ناشر نہیں ہوتے تھے۔ سودے کی تیاری میں ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا تھا۔ وہ صرف اس کی اشاعت کا اہتمام کرتے تھے۔ اس سلسلے میں بی و لپسپ بات یہ تھی کہ ان میں سے اکثر کے اپنے پرس نہیں ہوتے تھے وہ کسی اور سے بھرتے تھے۔ مقرر بغیر کسی سرمایہ کاری کے صرف فروخت کرتا ان کا کام ہوتا تھا۔ اگر بغور دیکھا جائے تو یہ ادارے ایک طرح سے بورڈ اور پریس کے درمیان محض ایک پل کا کام کرنے لگے اور ان کی وجہ سے کچھ نئی کم اور ضرر میں زیادہ پیدا ہوتی تھیں۔ کتا بین وقت پر نہ آتے۔ ضرورت کے مطابق تعلقہ میٹروں جتنی، معیار متاثر ہوتا۔ چوری چھپی زیادہ تیز اور پچھاپ سکہ اور غیر معیاری کاغذ پر پچھاپ سکہ بورڈ کو راتلٹی سے محروم کیا جاتا وغیرہ وغیرہ۔

عقوبہ سرحد کے ٹیکسٹ بک بورڈ نے ان جملہ امور کا بغور جائزہ لے کر فیصلہ کیا کہ درمیان سے وسیلوں کو ختم کر کے بلہ راست پریسوں سے رابطہ قائم کیا جائے اور انہی نگرانی میں کتا بین چھپواتی جائیں اور ان درمیان وسیلوں کے مضاف کی رتبہ کے برابر دوسری کتب کی قیمت کم کی جائے تاکہ طلباء کو فائدہ پہنچے۔ چنانچہ اب پہلی سے آٹھویں جماعت تک کی جملہ دوسری کتب حاسراتی انگریزی ذریعہ تعلیم کی کتب کے بورڈ خود، حسب ضرورت، بلہ راست پریسوں سے چھپواتا اور اپنے مقرر کردہ نمونہ فروشوں کے ذریعے قیمت کم کرتا ہے۔ اس طرح اگرچہ بورڈ کے لئے کوئی نکتہ زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور وہ سارا کام ”پبلشر“ یا ان کا عملہ کرتا تھا بورڈ کے اہلکار سرانجام دیتے ہیں لیکن اس کا فائدہ یہ ہے کہ معیار طباعت، بروقت اور حسب ضرورت فراہمی کتب کو یقینی بنا یا جاسکے اور سب سے بڑی بات یہ کہ عقوبہ سرحد کے ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع کردہ دوسری کتب کی قیمت معیار کو متاثر کیے بغیر جگہ دیگر ٹیکسٹ بک بورڈوں کی کتب کی قیمت کم ہے۔ اس وقت عقوبہ سرحد کا ٹیکسٹ بک بورڈ سولہ سو سے قریب کتا بین جن کی عبوری (پریسوں) کی حوصلہ افزائی کرنے کے لگ بھگ بنتی ہے اس ادارہ شائع کر رہا ہے اور مقامی طلباء کی اداوں (پریسوں) کی حوصلہ افزائی کرنے ہوتے اب تقریباً ۱۰ فیصد کام صوبہ سرحد میں ہی مکمل کیا جا رہا ہے۔ علاوہ انہی بورڈوں کے لکھے والوں کی سرپرستی بھی کرتا ہے اور جو ہر قابل کی تلاش کر کے اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

اساتذہ کملے ضابطہ اخلاق

محمد یغوب

معاشرہ کی ترقی کا دار و مدار اُس کے افراد کی تشکیل پر چرتا ہے۔ اور افراد کی تشکیل اُس وقت موزوں ہوتی ہے جب اُن کی تربیت معاشرہ کی اُنگوں سے عین مطابق کی جاتی ہے۔

معلم افراد کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب تک معلم خود اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ایک نمونہ نہیں بن جاتا اور اپنے اخلاق و کردار سے مثال قائم نہیں کر دیتا کیچھے والوں پر اُس کا اثر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے معلم پر کچھ اخلاقی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ ان پابندیوں کو ضابطہ اخلاق کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کی پیروی معلم کا اولین فرض بن جاتا ہے۔

عام مشاہدہ کی بات ہے کہ معلم سے کردار کے اثرات نہ صرف طلباء کی تعلیم و تربیت میں نمایاں تبدیلی لاسکتے ہیں بلکہ کئی نسلیں بھی اس سے مستفید ہوتی ہیں۔ بقول "بروہیکر" BRUBACKER معلم کا اثر کئی نسلوں تک باقی رہتا ہے، یہ اپنے کردار و سیرت، قول و فعل اور حرکات و سکنات سے طلباء کو متاثر کرتا ہے اور متعلمین کسی اور غیر کسی طریقہ سے اپنے معین کے کردار اور سیرت اور عادات کا اثر لیتے رہتے ہیں۔ اور اُن کی حرکات و سکنات کو اپناتے رہتے ہیں۔ اکثر طلباء و طالبات معلم کی شخصیت سے ہی متاثر ہو کر تعلیم و تدریس میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ پیک (PECH) کا کہنا ہے کہ معلم کی خلیے اور کامیابی کا بہترین معیار معلم کی شخصیت پر منحصر ہے۔

"THERE MAY BE SOME FAIRLY UNIVERSAL STANDARD FOR JUDGING

TEACHER EFFECTIVENESS BASED ON PERSONALITY OF THE TEACHER"

(ROBERT F. PECH - MICHAEL LEE - PRINCIPLES OF
SECONDARY EDUCATION: P-234)

لہذا مُعَلِّم سے سردار میں ایسی اخلاقی خوبیاں ہونی چاہئیں جو طلباء کے سردار
 بن سکیں۔

مُعَلِّم کے لئے جو ضابطہ و اخلاق مقرر کیا جاتا ہے وہ مذہبی اور معاشرتی ضرورت
 کے عین مطابق ہوتا ہے۔ تاکہ معاشرے کا ہر فرد اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھے۔
 اسلامی نظام تعلیم میں مُعَلِّم کا درجہ بہت بلند ہے۔ اور اس سے اچھے اخلاق و
 اوصاف کی اُمید کی جاتی ہے، امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں مُعَلِّم کے ضابطہ
 اخلاق کے بارے میں مفصل ذکر کیا ہے۔ جن میں سے چند نہایت اہم اور بنیادی باتیں
 ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ مُعَلِّم صاحبِ شریعت ہو۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتداد کرے اور
 اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سبیلے تعلیم دے۔

۲۔ مُعَلِّم شاگردوں پر شفقت کرے اور اپنے بیٹوں کی مانند سمجھے۔

۳۔ شاگردوں کو نصیحت کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

۴۔ جہاں تک ہو سکے شاگردوں کو بُری عادتوں سے کٹائیے اور پیار کے ذریعے
 منع کرے۔

۵۔ مُعَلِّم کو چاہیے کہ وہ دوسرے علوم کی مذمت نہ کرے یعنی ایک مضمون کو دوسرے
 مضمون سے حقیر نہ بتاتے۔

۶۔ تدریس طلباء کی نفسیات کے مطابق ہونی چاہیے تاکہ ناگوار نہ ہو۔

۷۔ مُعَلِّم شاگردوں کی عقل و فہم کی مذمت نہ کرے۔

۸۔ مُعَلِّم اپنے علم کے مطابق عمل بھی کرتا ہے یعنی اس کے قول و فعل میں تضاد
 نہ ہو۔

امام غزالیؒ کے ان اخلاقی ضابطوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مُعَلِّم مذہبی

اھلکاروں کو اپنانے ہوئے معاشرے کی ترقی میں کوشاں ہے اور اپنے قول و فعل کے ذریعے بچوں کے

کھردار و اخلاق ہیں ایسی تبدیلیاں لاتے جو معاشرے کی ضروریات کے عین مطابق ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ بچوں سے منفی رجحانات کو بھی ختم کرے۔

مغربی ممالک میں بھی معلمین کھیلنے ضابطہ اخلاق مقرر کرنے کی کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔ جو ہمارے ہاں کے ضابطہ اخلاق سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں اس لئے ہر قوم اپنے مذہب، اخلاق اور تہذیب و تمدن کو عاری و ساری رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

مُعلم سے لے کر مقرر کے لگے ضابطہ اخلاق کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مذہبی بنیاد پر ضابطہ اخلاق :

قرآن و سنت کے ذریعے جو تعلیم ہمیں دی گئی ہے اُس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ قرآن پاک میں مسلمان کے اخلاق کے بارے میں مفصل اذکار موجود ہیں۔ اور بار بار اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ یہ اخلاق نہ صرف خدا پناہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس پر چلنے کی ہدایت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تعلیمات پر خود عمل کیا اور اپنے قول و فعل کے ذریعے دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے وہ بحیثیت ایک مُعلم کے ساری دنیا کے رہنما تھے اور ہمارے لئے بہترین مثال قائم کر دی۔ آج کا مُعلم جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ملحق کا پیشہ اپناتا ہے تو اُس کا یہ فرض بن جاتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے فائدہ اٹھائے اور وہ تمام اخلاق جو مسلمان کو وراثت میراث ملے ہیں۔ اُن کو اپنائے اور اپنے لئے مذہب کی جانب سے مقرر شدہ ضابطہ اخلاق پر عمل کرے جو کس طور بھی ناممکن نہیں ہے۔

۲۔ طلباء کے تعلق کی بنیاد پر ضابطہ اخلاق :

مُعلم کا سب سے پہلا تعلق طلباء کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ تعلق ایک تفتیق باپ اور پسر کی طرح ہونا چاہیے۔ مُعلم کو چاہیے کہ وہ بچوں کی رہنمائی کھیلے اپنی زندگی وقف کرے۔ وہ اپنے آپ کو بچوں کی سطح پر لاتے تاکہ طلباء اس کے

پاس ہے دھڑک آکر اپنی مشکلات بیان کر سکیں۔

معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے طلباء کے فارغ اوقات کی سرگرمیوں سے بھی واقف ہوتا کہ بچوں کی رہنمائی میں آسانی ہو۔ طلباء کی تعلیمات سے واقفیت۔ ان کی عمر کے لحاظ سے۔ مشاغل کا چناؤ اور نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کے اہتمام کی تمام تر ذمہ داری معلم ہی پر عائد ہوتی ہے۔ جب تک معلم غلوں و دل سے طلباء کی رہنمائی کیجئے سرگرم عمل نہیں ہوتا اور خود عملی نمونہ پیش نہیں کرتا۔ طلباء از خود تبدیلی لانے سے قائل نہیں ہو سکتے۔ وہ ایک معلم کہلانے سے قائل ہی نہیں۔ کیونکہ معلم کا قول، فعل اور اخلاق بچوں میں مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی بیداری پیدا کرتا ہے جو کہ کسی بھی معاشرے کی تشکیل میں مددگار ہو سکتا ہے۔

۳۔ معاشرہ سے تعلق کی بنیاد پر ضابطہ اخلاق :

درس و تدریس کا عنصر کسی بھی قوم میں

کے معاشرہ کی تشکیل کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ عمل اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ معاشرہ ضروریات کے مطابق نہ ہو۔ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔ اس میں اسلامی معاشرہ پرورش ہوتا ہے۔ جس کی ضروریات باوجود وقت کی ضرورت کے مطابق تبدیل ہونے کے مذہبی بنیادوں پر قائم ہیں۔ اس لئے معلم کا فرض ہے کہ وہ درس و تدریس میں معاشرہ کی ضروریات اور اُمتوں کو نظر انداز نہ کرے۔

یہاں اس کا ذکر بھی ضروری ہے کہ سکول سماجی سیاسی یا ذاتی شہرت کیلئے بنا ہوا نہیں ہے۔ معلم کو ایک شہری کے تمام حقوق کو استعمال کرنا چاہیے لیکن اسے بحقیقت ایک تعلیمی رہنما اپنی انادیت کی ضرورت نہ کرنا چاہیے۔ اور نہ ہی پارٹی بندی میں حصہ لے اور نہ ہی ذاتی مفاد کی خاطر سیاست کی فضا سکول میں پھیلاتے۔ یعنی معلم کو تدریس، انتظامی اور طلباء کے دیگر معاملات میں غیر جانبدار، منصف اور ہمیشہ وزائد وقار کا حامل ہونا چاہیے۔ اس کو طلباء کے مختلف معاشرتی ماحول، بنیادیں، رجحانات اور مفاد پر غور کرنا چاہیے اور اس بات کی کوشش کرے کہ وہ سکول کو طلباء اور معاشرہ کی ضروریات سے عین مطابق بنائے۔

۴۔ پیشے کے تعلق کی بنیاد پر ضابطہ اخلاق :

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا

کا سب سے بڑا معلم مانا گیا ہے کیونکہ وہ تمام دنیا کی تعلیم دینے کا پرچہ بن کر آئے۔ اب یہ کام اُسناد کے سپرد ہے کہ وہ شاگردوں کو اس تعلیم کا سبق دے۔ سوائے انسان بھی اپنے پیشے میں اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے پیشے سے متعلق نہ ہو۔ لیکن صرف اپنے پیشے اور حیثیت سے متعلق ہونے سے ہی کام نہیں لیتا۔ اس کے لئے مکمل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے پیشے سے تعلق پیدا کرنے کیلئے مسلسل مطالعہ جاری رکھے۔ نہ صرف نفسِ مضمون سے بلکہ بچوں کی نفسیات، تحقیق و تجربہ، نصاب، سازی کا عمل، جدید تدریسی طریقے اور درس و تدریس میں نئے رجحانات سے مکمل واقفیت رکھتا ہو۔

معلم کا فرض ہے کہ وہ دوسرے ممالک میں تعلیم دینے والی دوسری قوم کے اور اپنے ملک میں تعلیم کے اندر مثبت تبدیلی لانے کے لئے ممکن اقدام کرے۔ جس میں اُسے حکومت کے طرف سے پورا تعاون حاصل ہو۔ تعلیم و تدریس ایک متحرک عمل ہے۔ اسی کو کسی وقت بھی ساکت نہیں کیا جا سکتا۔ ہم زمانے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں مطالعت حاصل کرنے سیکھتے سیکھتے اور حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ عمل متحرک ہونے کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر بھی ہے۔ جو ہمیشہ کامیابی کے جانب بڑھتا رہتا ہے۔ اس طرح معاشرہ خود بخود ترقی کی جانب رواں دواں رہتا ہے۔ معاشرہ کی اس تبدیلی کو قہراً نہ کہتے کیلئے معلم کو اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بھی متحرک رکھنا چاہیے تاکہ اس کی نشروفا بھی برابر ہوتی ہے۔ یہ نشروفا رجحانات ہیں وقت کے ساتھ تبدیلی پیدا کرنے ہو سکتی ہے۔ دورانیہ ملازمت ترقی کی گود میں پیشہ ورانہ نشروفا میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے اہتمام شدہ گود میں غلوں، دن سے شہرت کرے اور طلباء کی بہتری کی خاطر اپنے تجربہ اور معلومات میں اضافہ کرے۔

۵۔ تدریسی عمل کے تعلق کی بنیاد پر ضابطہ اخلاق :

معلم کا تعلق نہ صرف طلباء سے بلکہ صدر

معلم اور دوسرے اساتذہ کے ساتھ بھی ہے۔ اس نئے معلم کا فرض ہے کہ وہ صدر معلم کی جاری کردہ ہدایات پر عمل کرے اور ان کو زیادہ سے زیادہ خوش بنانے کیلئے صدر معلم کو مشورہ بھی دے۔ اور باہم مشورہ سے طلباء کی بہتری کیلئے مناسب اقدامات کرے۔ معلم کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے رفقاء سے پورا پورا تعاون کرے۔ کیونکہ تدریس ایک مشترکہ عمل ہے۔ اس میں تمام اساتذہ شامل ہیں۔ ان اساتذہ کے آپس میں تعلقات اچھے ہوں گے تو مل جل کر کام کرنے میں آسانی ہوگی۔ نیز اساتذہ کے آپس میں خوشگوار تعلقات طلباء پر بھی خوشگوار اثر ڈالتے ہیں۔ ہر معلم کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے کام میں بے حاشہ مداخلت نہ کرے، بلکہ ان کی مشکلات حل کرنے میں ان سے تعاون کرے۔ دوسروں کی اختلاف رائے کو خندہ پیشانی سے قبول کرے۔ طلباء کے سامنے کسی دوسرے معلم سے متعلق ناخوشگوار گفتگو نہ کرے اور صدر معلم یا کسی بھی دوسرے منتظبن اعلیٰ کے سامنے اپنے رفقاء کی غیبت نہ کرے۔

کتابیات : (۱) اجارہ معلوم - امام غزالیؒ

(۲) مادری فلاسفی آف ایجوکیشن - برور بیچر

(۳) پرنسپلز آف ایجوکیشن - رابنٹ - ایف - پیک -

(۴) مضامین - اساتذہ کیلئے حفاظ اخلاق - صابہ - ٹی - میور (پری - ایس - لے)

(۵) تعلیم اور طریقہ تدریس - سید ساجد حسین (پاکستان)

(۶) نئی تعلیمی پالیسی - (پاکستان)

تدریس میں سائل کا باطنی استعمال

میر تقی

جب کبھی ہم استاد کے وسائل کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس موضوع کے دو پہلو واضح طور پر ابھرتے ہیں۔ اول یہ کہ استاد کے پاس بوقت تدریس وہ وسائل موجود ہوں جن سے کمرہٴ تعلیم سے مفید اور موثر تدریس ممکن ہو سکتی ہے اور دہم یہ کہ استاد و تلمذ مسائل کو ایسے طریقے سے مرتب کر کے استعمال کرے جس سے تعلیم کی شرح زیادہ سے زیادہ ہو۔ طلباء کے تعلیم کی شرح کو بڑھانا سہل کام نہیں ہے۔ اس کے لئے معلم کی جانب سے ایسے موثر طریقوں یا ترکیب کا استعمال معلوم کرنا ہے جو طلباء پر موضوع یا تصور کو نہ صرف واضح کرے بلکہ اسے طالب علم کے ذہن میں راسخ بھی کر سکے۔ تدریس کے وسائل کا یہی پہلو ہمارے اس مضمون کا موضوع ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن عوامل کا فرداً فرداً ذکر کر دیا جائے جو کسی ایک موضوع یا تصور کو کسی دوسرے موضوع یا تصور سے کم یا زیادہ بامعنی اور منفعت بخش بناتے ہیں۔

تدریسی مواد سے واقفیت :

تدریس مراد سے طلباء کی واقفیت کی اہمیت کے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا لیکن اگر ہم غور کریں تو تدریسی مواد سے طلباء کی واقفیت کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً کئی موضوع یا تصور اپنے مختلف حصوں کے درمیان باہمی ربط و تسلسل رکھنے کی بدولت بامعنی ہو سکتا ہے۔ یا پھر موضوع یا تصور میں ایسی تفامیل و تجربات کا ذکر ہو جن سے طلباء کو کئی صورت میں تفہیم ہوں۔ مثلاً ”اچھا لڑکا“ اور ”اچھا بیسمل“

یہ دونوں ترکیبیں مانوس الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔ لیکن پہلی ترکیب دوسری ترکیب سے زیادہ بامعنی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی ترکیب کے دو حصوں کے درمیان کا تعلق طلباء کے لئے زیادہ مانوس اور واضح ہے جبکہ دوسری ترکیب قدرے نامانوس اور غیر واضح ہے ”اچھے“ کا تصور بیل کی کٹا سبب سے متعلق ہے میں لڑکے کی مناسبت سے واضح مگر تا زیادہ آسان اور بامعنی ہے۔ اسی طرح بکری، اونٹ، اور ترکیب کی ترتیب میں بھی ہم بامعنی ہونے کی صفت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر استاد، طلباء، کچری، تدریسی مقصد، کیلئے جانوروں کی ایک فہرست حسبِ کمزورتا ہے۔

”گھیر، چوہا، گدھا، اونٹ، بکری، شیر۔“

جانوروں کی یہ ترتیب ایک بے جڑ سی ترتیب ہے۔ طلباء کو یہ ترتیب سمجھنے میں مشکلات پیش آ سکتی ہیں کیونکہ اس ترتیب میں جانوروں کا بامعنی تعلق قائم ہے۔ اگر استاد جانوروں کی اسی فہرست کو بامعنی تعلق کے ساتھ مرتب کرے تو طلباء اسے بہت جلدی سمجھیں گے اور سمجھ لیں گے۔ یہ بامعنی ترتیب تین طریقوں سے بنائی جاسکتی ہے۔

اولاً۔ جانوروں کے دو قیامت کے لحاظ سے۔ چھوٹے جانور سے بڑے جانور کی جانب۔

چوہا۔ گھیر، بکری، شیر، گدھا، اونٹ۔

دویم۔ پالتو اور جنر پالتو ہونے کے لحاظ سے۔

بکری۔ گدھا۔ اونٹ، چوہا۔ گھیر۔ شیر۔

سوم۔ جنگلی کھرنے والے اور جنگلی نہ کھرنے والے جانوروں کے لحاظ سے۔

بکری، گدھا، اونٹ، چوہا، گھیر، شیر۔

ساد کے بامعنی تعلق کے ضمن میں مانتی سمجھنے اور سمجھانے کے لئے جو جملہ وضع کیا گیا ہے۔ ایک

معدہ مثال ہے۔ یہ جملہ جو بامعنی ہے مانتی مشین کی تمام کمزوریاں بیان کرتا ہے۔

A quick brown fox jumps over the lazy dog.

تپ سیکھنے والے اس باجی جھلے کے ذریعے انگریزی کے تمام حروف تہجی تک دسترس بھی حاصل کر لیتے ہیں اور ایک منٹ میں اُسے یاد بھی کر لیتے ہیں کیونکہ اس جھلے کے واضح معانی بھی ہیں۔ اگر اس جھلے کے معانی نہ ہوتے تو اسے یاد کرنا مشکل ہوتا۔

اس ضمن میں ایک دوسری مثال بھی پیش کی جاتی ہے۔ فرض کیا ہمیں طلباء کو

الفبا کے درج ذیل ترتیب سمجھانے یا یاد کرنے کی ضرورت ہے۔

ب ، ت ، ث ، د ، ل ، ل ، م ، ن ، ق ، ق ، ظ ، ع ۔

طلباء کے لئے ان الفبا کو تسلسل سے ساتھ یاد رکھنا مشکل ہے لیکن اگر انہیں

یہ بتا دیا جاتے کہ وہ اس ترتیب کو اعداد یا ہندسوں کی مدد سے یاد کر سکتے ہیں، تو اس معاملے میں کیونکہ کا عمل کافی سہل ہو جاتے گا۔

ب	ت	ث	د	ل	ل	م	ن	ق	ق	ظ	ع
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰		

پہلے نمبر پر ”ب“ ہے، دوسرے پر ”ت“ ہے، تیسرے پر ”ث“ ہیں۔

چوتھے پر ”د“ ہیں۔ پانچویں پر ”ل“ ہے، چھٹے پر ”ل“ ہے۔ ساتویں

پر ”م“ ہے، آٹھویں پر ”ن“ ہے۔ دسویں پر ”ظ“ ہے۔ بے ترتیب

پہلوں یا مواد کو تسلسل سے معنی دینے سے اور ایک اور واسطہ کا عمل آسان

ہو جاتا ہے۔

جزو اور کل کا ڈھانچہ : تمام ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ تدریسی

مواد کو طلباء کیلئے بامعنی بنانا استاد کا بنیادی فرض ہے۔ ہمارے ہاں صورت حال

مختلف ہے۔ یہاں پر تدریسی مواد صرف استاد کیلئے بامعنی ہوتا ہے۔ طالب علم ابتداء

میں نہ تو استاد سے موضوع کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی اُس کو دلچسپی کا موضوع

ذریعہ بحث ایک جزو یا حصہ ہوتا ہے۔

نیا مواد پیش کرتے وقت اکثر استاد یہ غلطی کرتے ہیں کہ وہ سبق کے واقعات یا جزئیات کو جدا جدا کر کے پیش کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ اُن واقعات یا جزئیات سے بھری ڈھانچہ تیار کرتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ تدریس کے عمل میں اکثر و بیشتر طلباء اُن جزئیات کو بھول جاتے ہیں۔ جو استاد نے ”سُئل“ کے ساتھ یا معنی طور پر مربوط نہیں کیں۔ جب طلباء کو یہ نہ پتہ ہو کہ سبق کا ایک جزو انہیں سے سبق کے دوسرے جزو کی طرف اور دوسرا جزو انہیں سبق کے تیسرے جزو کی جانب کس طرح لے کر جاتا ہے تو اُن کیلئے ان جزئیات میں کوئی دلچسپی نہیں رہے گی۔ وہ انہیں بھول جاتیں گے اور اُس مخصوص مضمون کے متعلق جس میں اُن کیلئے کوئی ربط نہیں ہے ایک منفی ردیہ بنائیں گے۔

طلباء کی کثیر تعداد جسے ریاضی سے دلچسپی نہیں ہوتی غالباً انہی اسباب کی وجہ سے ریاضی کو مشکل مضمون تصور کرتی ہے اکثر طلباء، ہمیں اس باتے کا اظہار کرتے ہوئے ملتے ہیں کہ وہ نصاب مضمون نہیں پڑھتے۔ اس صورت حال کے جواب میں مختصراً طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُس مخصوص مضمون کی تدریس کے دوران جزئیات کو الگ الگ پیش کیا گیا ہوگا۔ حالانکہ ان جزئیات کو کسی ڈھانچے کے اندر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا جانا چاہیے تھا۔

میں ممکن ہے کہ طلباء یا کسی طالب علم کی کسی مضمون سے نفرت کی کوئی اور وجہ یا وجوہات بھی ہوں لیکن اس قسم کے حالات میں استاد کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اُس کی تدریس میں کہیں یہ غلطی تو موجود نہیں ہے کہ وہ جزئیات کا کل سے ساتھ یا معنی تعلق جوڑنے میں ناکام رہا ہو یا اُس نے یہ تعلق جوڑنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی ہو۔

ریاضی کی تدریس میں استاد کو اس قسم کی مشکلات کا اکثر و بیشتر سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ابتدائی جماعتوں میں یہ مشکل بہت واضح ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں پر ریاضی کی تدریس کیلئے ایسا مواد دیا جاتا ہے جس سے کچھ معانی بھی نہیں نکلتے۔ اس قسم کے حالات میرے

اُستاد کیلئے ضروری ہے کہ وہ طلباء کے سامنے مواد کا ایسا ڈھانچہ پیش کرے جو اُن کے لئے اہمیت رکھتا ہو اور جسے وہ آسانی سے سمجھ لے سکیں۔

طلباء کے تجربات :

بامعنی تدریس کا بڑی حد تک انحصار طلباء کی سابقہ واقفیت یا سابقہ تجربات پر ہوتا ہے۔ اس اصطلاح کا مطلب ماضی سے وابستہ ہے۔ دورانِ تدریس اُستاد کا بنیادی کام یہ ہے کہ وہ اُس وقت کے تدریسی مواد کو طلباء کے تجربات سے مربوط کرے۔ نئے علم یا نئے تصور کو چاہے تجربات یا علم کے ساتھ متعلق کرنا ایک مشکل کام ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر اُستادہ محبت سے کام لیتے ہیں اور اس مشکل کام کو آسان سمجھ لیتے ہیں۔ وہ نئے تصورات کا چاہنے تجربات کے ساتھ تعلق جوڑنے میں فکر سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ فرض کر لیتے ہیں کہ یہ تعلق موجود ہے۔ اور پھر یہ مضر جتنہ اساتذہ اپنے نقطہ نظر سے قائم کرتے ہیں نہ کہ طلباء کے نقطہ نظر سے۔

طلباء کے سماجی پس منظر سے واقفیت :

طلباء کے تجربات سے نئے تدریسی مواد کو وابستہ کرنے کیلئے اُستاد کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ طلباء کے سماجی پس منظر سے واقفیت رکھتا ہو۔ شہری طلباء کے تجربات دیہاتی طلباء کے تجربات نہ صرف بہتیت میں مختلف ہوتے ہیں بلکہ تعداد میں بھی کم و بیش ہوتے ہیں اُستاد کیلئے دیہاتی اور شہری طلباء کے تجربات کے اختلافات کا علم ہونا ضروری ہے۔ ایسا علم یا واقفیت اُستاد کو نیا مواد پیش کرنے اور اُسے ہر دو نوع کے طلباء کے لئے دلچسپ بنانے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

نئے الفاظ و اصطلاحات کا استعمال :

مشاہدے میں آیا ہے کہ نئے مواد کے متعارف کرانے کے سلسلے میں نئے الفاظ یا اصطلاحیں استعمال کرنا اُستاد کو مشکل صورتحال سے دوچار

کرو دیتا ہے۔ بعض اوقات کسی نئے تصور کی تدریس کے لئے اُستاد ڈرامائی طور پر نئی اصطلاحات لے کر کمرؤ مجاہدت میں پہنچ جاتا ہے جو طلباء کیلئے مانوس نہیں ہوتی ایسی صورت حال میں طلباء کے تعلیم کی عبوری مدت طویل اور مشکل ہو جاتی ہے۔ طلباء کو اس قسم کے نقصان سے بچانے کے لئے اُستاد کیلئے ضروری ہے کہ وہ نئی اصطلاحات کیلئے ایسے مترادف تلاش کر کے استعمال میں لاتے جن سے طلباء مانوس ہوں۔

بامقصد تعلیم کیلئے یا معنی ذخیرو الفاظ ضروری ہے۔ طلباء نئے الفاظ اور اصطلاحات ضرور سیکھیں لیکن وہ پڑانے تصورات کے مترادف ہوں۔ اُستاد نئے اور پرانے الفاظ میں ایسا تعلق پیدا کرے جس سے تعلیم کا عمل متاثر نہ ہو۔

درس و تدریس کے عمل میں با اوقات ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ جہاں پر تعلیم اسکو سابقہ علم یا تجربات سے ممکن طور پر متعلق نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ابتدائی مراحل میں حروف تہجی سکھانا، پہاڑے، تارکین، شہروں کے نام وغیرہ اس قسم کے حالات ہیں تعلیم یا دیکھنے کے عمل سے محدود ہوتا ہے۔ اور اگر ایسے حالات میں تعلیم کے ساتھ کوئی تجربے یا واقفیت کو منسلک کر دیا جائے تو یہ واقفیت اور تعلق طلباء کو جلدی قبول بھی کرسکتا ہے۔

سائنس کے موجودہ نصاب کی

نمایاں خصوصیات

☆ محمد جمشید خان تنولی

نصاب ایک خاکہ ہے جس میں علمیات - اساتذہ - والدین اور معاشرہ اپنے نیکو و عمل سے رنگ بھرتے ہیں۔ کبھی قوم کی اخلاقی بندوبست سماجی اور معاشی ترقی کا اندازہ اُس قوم کے بچوں کے نصاب کا مطالعہ کرنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ حکومت وقت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نصاب کا جائزہ لے اور قوم کے بچوں کو ایسا نصاب دے جو عبث و عریض طور پر قوم کی سوج و سبھ و احساس و جذبات اور کردار و اعمال کا آئینہ ہو۔ حکومت نے ملک میں مروجہ نصاب کا جائزہ لیا اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ نصاب ملک کی اقتصادی، معاشرتی اور سماجی ضرورتوں کو پورا نہیں کر رہا ہے اور اس کو تعلیمی میدان میں تمام تر توانائی کا ضیاع یہ مقصد تعلیم پر عائد ہے۔ ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نہ صرف بے روزگاری اور پریشانی کا شکار ہو جاتی ہے۔ بلکہ معاشرہ پر ایک دائمی بوجھ بن جاتی ہے۔ ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے گزشتہ حکومت نے تعلیمی پالیسی ۸۰ - ۱۹۷۲ اور موجودہ حکومت نے نئی تعلیمی پالیسی ۱۹۷۹ اور مرتب کی جس میں تعلیمی سرگرمیوں کو بامعنی اور بامقصد بنایا گیا ہے۔

تعلیمی پالیسی اور نصاب سائنس : تعلیمی پالیسی ۸۰ - ۱۹۷۲ اور نئی قومی تعلیمی پالیسی میں

سائنس کے نصاب کو کافی اہمیت دی گئی ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نصاب کی بنیاد

تصورات اور باتیں سمجھنے پر رکھی جاتے۔ جس سے مشاہدہ، تحقیقات، تجربہ ثابت کرنے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اسی بنیاد پر اول تا آٹھویں جماعت تک سائنس کی تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس حصے میں بچوں کو ان کی عمر کے لحاظ سے سائنس کے بنیادی تصورات سے روشناس کیا گیا ہے۔ اسی حقیقت کے مد نظر رکھتے ہوئے ثانوی جماعتوں کا نصف سائنس بھی مرتب کیا گیا ہے۔

نئی تعلیمی پالیسی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ سب مقصد عمومی تعلیم کو زرعی، ٹیکنیکی اور سائنس تعلیم میں بدل کر اسے بامقصد بنایا جاتے۔ موجودہ وقت میں سائنس اور سائنس کے کُل طلباء کا سائنس سے ستر فیصد حصہ آرٹس کے مضامین میں داخلہ لیتا ہے۔ اس رسمت تبدیل کی جا رہی ہے اور طلباء کی بیشتر تعداد سائنسی، زرعی اور فنی تعلیم ہی حاصل کر سکے گی۔ اس منزل کو پانے سمیت باقی سکولوں اور عام کالجوں میں سائنسی اور ٹیکنیکی مضامین ہماری اضافہ کیا جا رہا ہے اس طرح آئندہ چند سالوں میں سائنس کے مضامین میں داخلہ کی شرح کئی گنا بڑھ جائے گی۔

چنانچہ سائنس کی تعلیم میں جدید رجحانات کو پیش نظر رکھ کر حکومت سائنس کے نصاب کو از سر نو مرتب کر کے اسے زمانہ حال کی ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ موجودہ نصاب سائنس کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

سائنس کو مختلف نادیہ ہاتے نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ لیکن آج کل ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ سائنس دو پہلوؤں، مواد اور طریقہ کار پر مشتمل ہے۔ جو ادلیں تصورات، حقائق اور عام اصولوں کا شمار ہوتا ہے۔ جبکہ طریقہ کار سے مراد وہ انداز اور طریقہ ہائے کار ہیں جنہیں اختیار کر کے سائنسدان نئی نئی چیزیں دریافت کرتا ہے۔

مواد اور طریقہ کار اصل میں مقاصد کے حصول کے لئے ہیں۔ اگر مقصد دریا نئی طریقہ کے، عامل کو استعمال کرنا سمجھنا ہے تو پھر دونوں پر برابری کی توجہ کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس کا نصاب تیار کرتے وقت کئی پہلوؤں مثلاً بچوں اور معاشرہ کی ضروریات، مقاصد، تدریس کے طریقے اور مختلف فرائض کے استعمال کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

۱۔ مربوط تصورات :

علوم فطری کو مذہبوں ، علومِ طبی اور علومِ حیاتی میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ علومِ طبی میں ۔ طبیعت ۔ کیمیا ۔ فلکیات ۔ ماحریات اور موسمیات وغیرہ شامل ہیں اور علومِ حیاتی ۔ نباتات اور حیوانات پر محیط ہے ۔ موجودہ نصابِ تنسیس میں ان تمام سولہوں کے بجائے مربوط کر کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

۲۔ تنسیسی اندازِ فکر :

بچے عموماً بڑے متعجب ہوتے ہیں ۔ ان میں اشیاء کو دیکھنے ، سوالات پوچھنے اور ان کے جوابات تلاش کرنے کا شوق پایا جاتا ہے ۔ مثلاً وہ پوچھتے ہیں کہ مشین کیوں حرکت کرتی ہے ؟ بجلی کیوں چمکتی ہے ؟ پمپیں کیسے حرکت کرتی ہیں ؟ وغیرہ ۔ تنسیس کا موجودہ نصاب بچوں کے اس اشتیاق کو جلا بخشنے کے لئے حوصلہ افزائی کرتا ہے ۔

۳۔ تصورات کا تسلسل :

ابتدائی جماعتوں سے لے کر ثانوی جماعتوں تک تنسیس کے نصاب میں تسلسل پایا جاتا ہے ۔ جو کہ بچوں کی ذہنی صلاحیت ۔ دلچسپی اور مہارت کے عین مطابق ہے ۔ آسانی کی خاطر ابتداء میں چار تصورات ، مادہ ، توانائی ، جاندار اور ماحول پر بحث کی گئی ہے ۔

۴۔ دریافتی طریقہ کا استعمال :

علمی لحاظ سے تنسیس کا مواد اور تنسیسی طریقہ کا دونوں اہم ہیں اور تدریسی عمل میں ایک کو دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہے ۔ تاہم آجکل نفسِ مضمون کے بجائے تنسیس طریقہ کار پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے ۔ بچے از خود نئے نئے مسائل پوچھتے اور انہیں حل کرنے کے طریقے تجویز کرتے ہیں ۔ موجودہ نصابِ تنسیس میں دریافتی طریقہ کار پر زور دیا گیا ہے ۔

۵۔ تنسی طریقہ کار کی اہمیت : موجودہ نصاب تنسی بچوں میں تنسی طریقہ کار پیدا کرنے کے لئے منتخب ہے۔ تنسی طریقہ کار کئی عوامل پر مشتمل ہے جو یوں بیان کئے جاتے ہیں۔

- (۱) مشاہدہ کرنا۔
- (۲) مشاہدہ کرنا۔
- (۳) مفروضہ قائم کرنا۔
- (۴) تجربات کرنا۔
- (۵) پیمائش کرنا۔
- (۶) گمزدہ بندی کرنا۔
- (۷) عام اصول وضع کرنا۔
- (۸) پیش گوئی کرنا۔

۶۔ تدریسی مواد : تنس کے نصاب کی تدریس کے لئے مختلف لوازمات کی ضرورت ہے۔ چنانچہ موجودہ نصاب میں جہاں نفس مضمون کو جدید انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ وہاں ان تصورات کی وضاحت کیلئے مختلف معادلات اور تدریسی سرگرمیوں کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے۔

۷۔ تربیتی اساتذہ : تبدیلی نصاب سے اس وقت تک متوقع نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ جب تک اساتذہ نصاب کی تدریس پر پوری طرح عبور نہ حاصل کر لیں۔ چنانچہ موزوں صلاحیت اور قابلیت رکھنے والے اساتذہ کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے نصاب تنس پوری طرح متاثر ہوا ہے۔ تاہم گذشتہ کئی سالوں سے حکومت اس کمی کو پُر کرنے کے لئے قومی اور صوبائی سطح پر تنس کے اساتذہ کے لئے کچھ تدریسی کورسز کا اہتمام کر رہی ہے۔ جس سے موجودہ نصاب تنس کی تدریس میں خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔

مجموعی ایکارڈ کی

اہمیت

عبداللطیف صاحب

تعلیم کے ذریعہ طالب علم کی جو ترقی مقصود ہوتی ہے اُسے اُس کی ذہنی اور جسمانی نشرو نما کی ضرورت کے لحاظ سے اُس کی زندگی کے آئندہ چند سالوں پر پھیلا دیا جاتا ہے ذہنی اور جسمانی نشرو نما کے اگول یہ تھا ہر سمجھتے ہیں کہ بچے کے کردار میں آنے والی ہر تبدیلی کا تعلق مستقبل میں ہونے والی تبدیلی سے ہوتا ہے بالکل کچے بچے کی آئندہ تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں اُس وقت تک کوئی فیصلہ یا پیشین گوئی اُدھوری سمجھی جاتے گی۔ جب تک اُس کے بارے میں موجودہ معلومات کے ساتھ ساتھ اُس کے سابقہ ریکارڈ کو پیشین نظر رکھا جاتے۔

ایک کامیاب معلم بچے کو صرف دیکھی مضامین کا علم اور اُس کی تدریس کا طریقہ جانتا ہی کافی نہیں بلکہ وہ اپنے شاگردوں پر ہر اس تبدیلی اور اثرات جاننے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ جو کہ سکول کی تعلیمی سرگرمیاں اُس پر مرتب ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ تعلیمی پروگرام بامقصد اور مفید طور پر پیش نہیں کر سکتا۔ دورِ جدید میں معلمین کا فرض صرف یہی نہیں کہ وہ اپنے شاگردوں کو متعلقہ مضامین سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں اُن کی مدد کریں بلکہ جدید مقاصد تعلیم اور نفسیات تعلیم کی روشنی میں طالب علم کی شخصی صفتیں اُجاگر کرے اور اُسے اپنے مسائل کو بہتر طور پر حل کرنے کی صلاحیت بڑھانے میں اُس کی مدد کرنا اصل مقصد

ہونا چاہیے لہذا ضروری ہے کہ ایک ایسا طریقہ کار رائج کیا جائے جس کی مدد سے معلمین اپنے ہر طالب علم کا ایک مجموعی انفرادی خاکہ تحریری طور پر تیار کر سکیں اس کی اہمیت و ضرورت عید مقاصد حاصل کرنے کیلئے ناگزیر ہے۔

سنسی دور کے تقاضوں کے تحت جن سے تعلیم کے میدان میں نئے نئے تجربے شامل میں لاتے گئے ہیں۔ امتحانات اور جائزے کا فن بھی متاثر ہوا ہے۔ اس سالانہ امتحانات کے نتائج کی ترتیب کے بجائے معیاری آزمائشوں، مسکیلوں اور گریڈوں کا استعمال عام ہو رہا ہے۔ اس طالب علم کی تعلیمی نشو و نما کے بارے میں تجربے یا امتحان کا نظریہ یکسر بدل چکا ہے۔ ایک مدت کے بعد طالب علم کی قابلیتوں، صلاحیتوں اور اس کی کارکردگی کا محض دو یا تین گھنٹوں کے ثبوتی یا تحریری پرچے جانچنے اور پرکھنے کا پُرانا تصور جدید ماہرین تعلیم کی نظر میں اپنا جواز کھو چکا ہے۔ مزید برآں فزائیدہ ملکوں میں، خصوصاً ہمارے ملکہ میں نظریہ پاکستان کے تین حقان کی روشنی میں طالب علم کی علمی ترقی کو اس کی شخصی خصوصیات اور ملتی تقاضوں سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان دونوں عناصر کے مابین حسن امتزاج ایک ناگزیر حقیقت تصور کیا جاتا ہے۔

پاکستان کا موجودہ تعلیمی ڈھانچہ برطانوی دور حکومت میں قائم شدہ نظام میں اپنی ضرورتوں کے مطابق تبدیلیاں کر کے اپنا یا گیا ہے۔ دوسرے شعبہ کی طرح طلباء کے ریکارڈ رکھنے کا طریقہ چند سال پہلے تک کم و بیش وہی تھا جو قیام پاکستان کے وقت تھا۔ اس صوبہ ہر حد سے بعض سکولوں نے ریکارڈ رکھنے کے نئے طریقہ کار پر عمل کرنا شروع کر دیا لیکن سکولوں کی بہت بڑی اکثریت آج بھی اس پرانے طریقہ کار کو اپناتے ہوئے ہے۔ ہمارے سکولوں میں عام طور پر داخلے کے رجسٹر، امتحانات کے نتائج درج کرنے کے رجسٹر الگ الگ رکھے جاتے ہیں اور امتحانات کے نتائج سرپرستوں کے پہنچانے کیلئے بعض سکولوں میں پیمائشیں بھی، رپورٹیں بھی یا آئینہ ترقی وغیرہ کے وہی پرانے نام استعمال کئے جاتے ہیں۔

طالب علم کے ایک سکول میں سے دوسرے سکول میں تبصرہ کا وہی صورت میں جو

اعلام نامہ دوسرے سکول سیکلے سرٹیفکیٹ کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ اس میں درج شدہ معلومات صرف سطحی ہوتی ہیں اور اس میں سکول کی تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق کوئی تفصیلی اندراج نہیں ہوتا۔ اب نئے طریقہ کار کے تحت نئی جماعت ہر سال امتحانات کو اپنی سابقہ شکل میں ختم کر کے ہر سکول میں مقامی طور پر جانتوں میں نمونہ داری متعلقہ جماعت کے اساتذہ کے سپرد کر دی گئی ہے۔ اس نئے نظام کے تحت اساتذہ صاحبان ایک تعلیمی سال میں چار دفعہ طلباء کی نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں کا جامع اور تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ایک مفصل رپورٹ کی شکل میں پیش کر دیتے ہیں اور طلبہ کی اگلی جماعتوں میں ترقی انہی چار رپورٹوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

ٹیکسٹ بک بورڈ صوبہ سرحد نے ڈسٹرکٹ کے مجموعی ریکارڈ فارم شائع کئے ہیں۔ ایک حصہ پرائمری سکینے اور دوسرا حصہ ثانوی سکینے ان دونوں میں سب کو اتھ تقریباً ایک جیسے ہیں صرف گھر پڑ نکالنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ حصہ پرائمری میں اس کے اندر عام فہم طریقہ استعمال ہوا ہے اور حصہ ثانوی میں طلبہ کے تعلیمی کوائف سکینے کے نمبروں کے انٹی فیصد ان کی شخصیت اور رویہ سکینے کے ذیل فیصد اور ہم نصابی سرگرمیوں سکینے کے ذیل فیصد وغیرہ لکھے گئے ہیں اور ان کو رٹا کر گھر پڑ نکالا جاتا ہے اور طلباء کو ترقی لینے یا نہ دینے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس تعظیم کے ساتھ ساتھ تربیتی پہلو بھی اپنی جائز اہمیت حاصل کر گیا ہے۔

محکمہ سرکاری تعلیمی ریکارڈ معلومات کا ایک ایسا ذخیرہ ہے جس سے طلباء کے متعلق تفصیلی حالات ایک باقاعدہ اور با مقصد انداز میں تحریر کیے جاتے ہیں اور اس میں آئندہ ہونے والی تبدیلیوں کا اندراج بھی ہوتا ہے۔ اس میں مختلف درجات کے طلباء کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر اس طرح معلومات اکٹھی کی جاتی ہیں کہ وہ سکول کی نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں کو مزید بڑھانے اور معینہ بنانے میں سکول کی انتظامیہ اور اساتذہ کی معاونت کرتی ہیں۔ چنانچہ ایسے ریکارڈوں نہ صرف نصاب کے متعلق باتیں درج ہوتی ہیں بلکہ طلباء کی معاون نصابی سرگرمیوں کی شخصیت و کردار میں تبدیلیوں کو بھی درج کیا جاسکتا ہے اور یہ ریکارڈ تازہ ترین جائزہ بھی پیش کرتا ہے۔

مجموعی ریکارڈ ایک ایسا ہاتھ اور معلومات کا مجموعہ ہے جس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم کو کسی خاص مضمون میں کتنی مہارت حاصل ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہارت کو حاصل کرنے کے بعد طلبہ اسے مشاغل اور شخصیات میں کسب تبدیلیاں کد نما ہوتی ہیں۔ دوسری طرف اس ریکارڈ سے طلباء کی کمزوریوں کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے اس کے رجحانات، دلچسپیاں، رویہ، صحت و غیرہ کے متعلق بھی درست معلومات دہیا کی جاتی ہیں۔

مجموعی ریکارڈ (طالب علم کا تعلیمی و ذاتی گوشوارہ) میں حسب ذیل اندراجات ہوتے ہیں :-

- ۱:- ذاتی و خاندانی کوائف
- ۲:- اسکور میں داخلے اور اخراج کے ریکارڈ۔
- ۳:- باقاعدگی کا ریکارڈ۔
- ۴:- امتحانی ریکارڈ۔
- ۵:- صحت کے کوائف۔
- ۶:- شخصیت و رویہ - (مجلسی روداد)
- ۷:- خصوصی دلچسپیاں (ہم نصابی سرگرمیاں)

ادارہ ترقی نصاب و توسیع تعلیم سرحد انشاؤالہ عنقریب ایک کتابچہ شائع کر رہا ہے جس میں مجموعی ریکارڈ کا تعارف، اہمیت، پس منظر، مقاصد، فائدہ پیرکھنے کا طریقہ، اس کی حفاظت، اس کی ضرورت و فوائد اور دیگر متعلقہ امور پر تفصیلاً روشنی ڈالی جائے گی۔ آئیے اس ہم یہ دیکھیں کہ اس نظام کی کیا ضرورت ہے

مجموعی ریکارڈ کی ضرورت :

کسی نظام پر عملدرآمد سے پہلے یہ جاننا نہایت ضروری

ہے کہ اس نظام کی ضرورت کیا ہے؟ آئیے اسبب دیکھیں کہ عیسوی ریکارڈ تعلیمی، نفسیاتی، ماورائے نظامی لحاظ سے کیوں ضروری ہے؟

۱۔ صحیح تعلیم و تربیت کھیلنے والے طلباء کے ماحول سے واقفیت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے، یعنی اُن کے گھریلو حالات سمجھنے ہیں۔ والدین زندہ ہیں یا نہیں۔ والدین/سرپرستوں کی آمدنی کیا ہے؟ والدین/سرپرستوں کی تعلیم کتنی ہے؟ گھر میں کُل کتنے افراد ہیں۔ بچے کا گھر میں کونسا نمبر ہے۔ والدین/سرپرستوں کا رویہ بچے سے کیا ہے اور ایسی ہی جلد معلومات کسی بدکشتی میں طلباء کی صحیح رہنمائی ہو سکتی ہے۔ بچہ تک طلباء کا گھریلو ماحول اُس کی تعلیم، شخصیت، کردار، کوتاہی، کمزوری، بہت اہم کردار ادا کرتا ہے ان سب اُنڈس ریکارڈ کرنے سے کھیلنے، عیسوی ریکارڈ کی ضرورت ہے۔

۲۔ تعلیم کا بامقصد طلباء میں متعلقہ مضمرات سمجھنے کی صلاحیت، ہی پیدا کرنا کافی نہیں بلکہ انہیں اس قابل بنانا ہے کہ وہ بہتر طریقے سے اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر کے معاشرے کے مفید رکن بن سکیں اور اپنی کردار بخوبی ادا کر سکیں۔ غلطہ انہیں یہ جانتا بھی نہایت ضروری ہے کہ طلباء کا رویہ اپنی عمر کے دوسرے بچوں سے کیا ہے؟ دوسروں سے تعاون کرنے کے صلاحیت کس حد تک موجود ہے۔ قوت فیصلہ اور قوت ارادی کس حد تک موجود ہے۔ بزرگوں سے کس طرح پیش آتے ہیں، نظم و نسق کا صحیح مظاہرہ کرتے ہیں یا نہیں وغیرہ وغیرہ اس قسم کی معلومات سے معلم اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ طلباء کی کمزوریاں دیکھ کر اُن کی صحیح نشوونما میں اُن کی بھرپور مدد کر سکے۔ ان صلاحیتوں کو مؤثر انداز میں جانتے کھیلنے عیسوی ریکارڈ کی ضرورت اظہارِ شمس ہے۔

۳۔ مؤثر تعلیم و تربیت کھیلنے والے طلباء اور والدین کا آپس میں تعاون و اشتراک نہایت ضروری ہے کیونکہ طلباء، سکول کے مقابلے میں اپنا وقت زیادہ تر اپنے گھر میں گزارتے ہیں، معلمین اور والدین کو چاہیے کہ بچے کے مختلف مسائل سے ایک دوسرے کو آگاہ رکھیں۔ اور دونوں باہمی اشتراک و تعاون سے بچوں کے مسائل کا حل تلاش کریں اس لئے معلمین کے پاس

اسی قسم کا ریکارڈ ہونا ضروری ہے۔ جس میں طلباء کے متعلق مکمل اور بامقصد معلومات ہوں، بشمول درجہ دیگر معلمین والدین کا حقیقی تعاون حاصل کرنے سے قاصر رہیں گئے۔ یہ تعاون تعمیری اور مسلسل ہونا چاہیے۔ مدرسے اور گھر کا بعد طلبہ کی تعلیم و رہنمائی میں ساری مضر ثابت ہو سکتا ہے۔

۴۔ طلباء کے عادات و کردار میں تبدیلی کے متعلق جاننے کیلئے بھی مجموعی ریکارڈ کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا نہ کرنے سے اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ طلباء کے عادات و کردار میں گذشتہ چند سالوں میں کتنی مثبت تبدیلیوں رونما ہوئی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہوتی تو پھر اس کی وجہ پتہ نہ چلے گی اور انہیں کیلئے تدبیر کیا جاسکتا ہے یا اس کی تعلیم و تربیت میں کوئی ایسی خامی رہ گئی ہے جس سے طلباء کا کردار منفی انداز میں متاثر ہوا ہے۔ مثلاً کسی بچے میں چند سال قبل جو بڑے برے کی عادت تھی تو کیا وہ بری عادت ابھی تک قائم ہوئی ہے یا نہیں، اگر نہیں ہوتی تو بچے کی وہ کونسی بری بات اور ضروریات ہیں جو اس بری عادت کو ختم نہیں ہو سنے دیتی ہیں۔ ان معلومات کی روشنی میں بچے کی صحیح رہنمائی کر کے اس عادت کو ختم کرنے میں اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔

۵۔ معلمین، منتظمین اور دیگر انہماک بالاکو تعلیمی منصوبہ بندی میں مجموعی ریکارڈ سے بہت مدد ملتی ہے۔ اس کی بنیاد پر بہت سے فیصلے کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً طلباء کو کسی خاص قسم کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ کیا نصاب ان کی ذہنی استعداد کے مطابق ہے یا نہیں۔ کیا اس میں طلباء کی صلاحیتوں کو مد نظر رکھا گیا ہے؟ اس کے علاوہ معلمین کو مختلف ذہنی معیار رکھنے والے طلباء کی مناسب گروپ بندی کرنی پڑتی ہے تاکہ ہر گروپ کے اس کی صلاحیت کے مطابق رہنمائی کیے جاسکیں۔ اگر کچھ طلباء زیادہ ذہین ہوں تو ان کو مزید کام دیا جاسکتا ہے تاکہ ان کی علمی تسکین ہو اور تعلیمی دلچسپی برقرار رہے اس طرح کمزور طلباء پر زیادہ توجہ دی جاسکتی ہے تاکہ ان کی موجودہ صلاحیت کو بڑھایا جاسکے۔ اس قسم کی تمام کارروائیوں کیلئے ضروری ہے کہ معلمین کے سامنے بچے کا پورا ذہنی، شخصی خاکہ تحریری شکل میں موجود ہو۔

۶۔ آئندہ نسل کی بہتر تعلیم و تربیت کیلئے یوں توسیعی قوم عبسومی طور پر ذمہ دار ہے۔ لیکن اس ضمن میں سب سے زیادہ ذمہ داری مدرسہ اور مدرسین پر عائد ہوتی ہے۔ ہر تعلیمی ادارہ معاشرے کے سامنے جو لبہ دہ ہے۔ آئندہ نسل کی بہتر تعلیم و تربیت اور کٹنا سبب نشوونما پر ہی کسی قوم کی ترقی کا انحصار ہوتا ہے یہ معلوم کرنے کیلئے کہ یہ ذمہ داری مدرسہ اور مدرسین نے کس حد تک پوری کی ہے عبسومی ریکارڈ سب متعلقہ معلومات ہیا کر سکتا ہے۔

۷۔ مدرسین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ دورانِ تدریس طلباء کے رجحانات و اقدار حاصل کریں یعنی انہیں کون مشاغل سے دلچسپی ہے اور ان کے شغل شغیل کیا ہیں۔ کون کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ان کے رجحانات کو دیکھتے ہوئے ایک معلم اُسے ان کی دلچسپی کے کاموں کی طرف صحیح رغبت دلا سکتا ہے تاکہ اس میدان میں ان کی ہر کوشش و غما کی جائے۔ رجحان کا پتہ چنانے کا بہترین ذریعہ عبسومی ریکارڈ ہے۔

۸۔ عبسومی ریکارڈ بچے کی ذہنی استعداد کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے یہ اُس کی نشوونما کا خاکہ ہوتا ہے اور اُس کی نشوونما کی رفتار کا پورا نقشہ ہوتا ہے۔ اگر رفتار مناسب ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر رفتار مناسب نہیں تو پھر اُس کی کچھ وجوہات ہوتی ہیں۔ ان وجوہات کو معلوم کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ ان کی روشنی میں بچے کی مدد کی ذمیت معلوم ہو سکے۔

۹۔ جماعت کے اندر بھی مناسب گروہ بندی کرنے کیلئے بھی عبسومی ریکارڈ کی ضرورت پڑتی ہے طلباء کی تعلیمی ترقی کی نشوونما اور ذہنی معیار کے لحاظ سے گروہ بندی لازمی ہے تاکہ ان کو ذہنی اور تعلیمی سطح کے مطابق کام دیا جاسکے۔ اس سے طلباء میں آپس میں تعاون کر سکیں اور میل جمل کر کام کرنے کی اہمیت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی صفت آئندہ زندگی میں معاشرے میں بھی اس رجحان کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوگی۔

۱۰۔ تدریس کو مزید بہتر اور اثر بنانے کیلئے بھی عبسومی ریکارڈ کی اشد ضرورت ہے، تدریس کے بعد حاصل شدہ نتائج کی روشنی میں طریقہ تدریس اور مواد کو مزید بہتر اور موثر بنانے

کھیلنے اُکس میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ناگزیر ہو جاتی ہیں۔ عیسوی ریکارڈ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سکول کے تجربات اور سرگرمیوں کا طلباء پر کیا اثر پڑا ہے اُکس میں کیسی تبدیلی دُعا ہوتی ہے کیا یہ تبدیلی مثبت انداز کی ہے یا منفی انداز کی اگر مثبت ہے تو اس کو مزید بہتر کیجے بنایا جاسکتا ہے۔ اگر منفی ہے تو اُسے کہیں طرح مثبت کی طرف لایا جاسکتا ہے۔

۱۱۔ معلمین کو انتظامی اقدامات کھیلنے مراد کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ مراد عیسوی ریکارڈ ہی میں لکھا کر سکتا ہے۔ جیسے وہ منتظمین سکول کے ساتھ تبادلہ خیالات کے بعد نافذ کر سکے اور ساتھ ہی معلمین کو ایسی معلومات مہیا ہو سکیں جو کہ اُس کی پیشہ ورانہ زندگی کھیلنے نہایت اہم ہیں یہ معلومات طلباء کی صحیح رہنمائی میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ سمجھو کہ آج کے بچے ہی مستقبل کی قوم ہیں اور معلمین اُس کے معمار۔

۱۲۔ عیسوی ریکارڈ سے فراہم ذمہ داریوں کو بہت زیادہ سہولت ہوتی ہے۔ اگر کسی جماعت میں کوئی نیا استاد آئے تو اُسے جماعت کے متعلق اُس قسم کی معلومات درکار ہوتی ہیں۔ جن کا جاننا اُس کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے بجائے اس کے کہ وہ جماعت کے اندر جانے معلومات حاصل کرے اور طلباء کی صلاحیتوں کا از سر نو مشاہدہ کرے اس ریکارڈ سے اُسے تمام معلومات بغیر وقت و صرفے کے حاصل ہو جاتی ہیں۔

۱۳۔ طلباء کے ایک اسکول سے دوسرے اسکول میں تباہی کی صورت میں عیسوی ریکارڈ نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کئی طلباء دورانِ تعلیم ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ ریکارڈ نہایت ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسکول کے ماسٹر اور منتظمین کو طالب علم کے متعلق سب کو اہم تحریری شکل میں مل جاتے ہیں۔ مدرسہ مدرسین اور نئے طلباء کے درمیان وہ اجنبیت ختم ہو جاتی ہے۔ جس کے جاننے کیلئے اُسے کوشش کرنی پڑے۔

۱۴۔ نئے امتحانی نظام کے تحت تعلیمی سال کے دوران ہر سال ہی امتحانات لئے جاتے ہیں اور ہر ترم کے کاغذ سارا سال جاری رہتا ہے اُس لئے معلمین اور طلباء تعلیمی سال کے تمام

حقوق کو یکساں اہمیت دیتے ہیں۔ سال سے کسی بھی حصے میں لاپرواہی یا تاہل کا امکان کم ہو جاتا ہے اور سالانہ امتحان کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور اس کو باقاعدہ دیکھا رٹ کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ امتحان کے دوران بیماری یا کسی دوسرے حادثے کی صورت میں اسکول سے غیر حاضری با عدم شمولیت کی بنا پر یا حاضری اور شمولیت کے باوجود کسی پریشانی یا الجھن کی وجہ سے مؤثر کارکردگی نہ دکھانے کی صورت میں طلباء کا سالانہ امتحان ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے کیونکہ مسلسل حاضری اور دیگر امتحانات طلب علم کے آخری نتیجے میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ان سے مجموعی ریکارڈ کی سابقہ تمام معلومات ہٹا ہو جاتی ہیں۔

۱۶۔ پراثری مدارس میں افسرانِ معائنہ عموماً تعلیمی سال کے اختتام پر یا اس کے قریب اسکول کا سالانہ معائنہ کرتے ہیں۔ اور طلباء کی اگلی جماعتوں میں ترقی کے بارے میں فیصلے کرتے ہیں۔ اس وقت مجموعی ریکارڈ کی شد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ افسرانِ معائنہ کو مجموعی ریکارڈ کی روشنی میں طلباء کی ترقی کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ افسرانِ معائنہ تمام ریکارڈ کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد آخری گھڑی دیتے ہیں اور نا انصافی کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے سکولوں میں مجموعی ریکارڈ کا رکھنا اور اسے باقاعدگی سے چیک کرنا نہایت ضروری ہے۔

۱۷۔ سال میں چار امتحانات لینے اور ان میں معروضی سوالات کی شمولیت سے نصاب کے زیادہ تر حصے کی مؤثر انداز میں تدریس ہو جاتی ہے۔ ان امتحانات کے نتائج کو مجموعی ریکارڈ میں درج کیا جاتا ہے۔ علاوہ ان کے سالانہ امتحان کے قریب بہت زیادہ محنت کرنے یا کردار کے متغیر اثرات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

۱۸۔ بعض طلباء غریبیت کے باوجود بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کیلئے ان کو مالی امداد کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ کوئی طالب علم کسی حد تک محنت و تپیل سے یا مالی امداد کا مستحق ہے۔ مجموعی ریکارڈ کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ مجموعی ریکارڈ کے اندراجات کی روشنی میں فیصلہ کرنے میں بہت سہولت ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا مذاق سے یہ باتیں روئے روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہیں کہ گورنر
ریکارڈ (یعنی طلبہ علم کا ذاتی و تعلیمی ریکارڈ) کسی اور چیز سے کٹا ہوا ہے
اس کی سکولوں میں موجودگی اور باقاعدہ اندراج کتنا ضروری ہے۔ حکومت سرحد کے
تمام سکولوں میں اس کی ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر طلبہ اس کے بارے میں
معلومات اور صحیح رہنمائی نہیں اور ہم ان کی صحیح راہنمائی سے قاصر رہتے ہیں۔

ریاضی میں سیٹ تھیوری کی

ضرورت

☆ محمد عثمان سوانی

ریاضی ایک قدیم سائنس ہے۔ جس نے شاید اُس وقت جنم لیا جبکہ ابتدائی دور کے انسان نے کھوپڑی، جانوروں کے کھردہ کے بارے میں جاننے کی ضرورت پڑی۔ اُس وقت انسان نے ایک ایسے کسی مطالعہ سے تحقیق کرنا سیکھا اور اعداد کا تصور بھی حاصل کیا۔ کئی صدیوں بعد ریاضی کے تصورات میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ اور انسان اس عمل کو اپنے مفاد کے لیے روزمرہ زندگی میں ضرورت کے تحت استعمال کرتا رہا۔ مثلاً چپا تاش کیلئے اور مختلف قسم کی اشکال سمجھنے کیلئے بھی۔ ریاضی میں یہ تمام تصورات زمانے کے ساتھ ساتھ زیادہ ہوتے رہے اور ان میں تبدیلیاں بھی آتی رہیں اور نئے قسم کے تصورات ریاضی میں شامل ہونے لگے۔

موجودہ صدی میں ریاضی کے علم میں اتنی زیادہ تبدیلیاں ہوتی ہیں کہ ضرورت ہے کہ پرانی شاخوں میں قدیم توسیع ہوتی ہے جبکہ کئی نئی شاخوں کو بھی اس مضمون میں شامل کیا گیا ہے۔ بہت سی نئی اصطلاحیں اور نئے تصورات اس مضمون میں شامل ہوتے ہیں۔ نظریہ سیٹ (SET THEORY) اور علم امکانات (PROBABILITY) کے جدید تصورات نے بھی مددگار پایا ہے۔ بہت سے توسیع و ترقی کی وجہ سے اب ریاضی کی کم از کم انشسی شاخیں ایسی ضرورت

ہیں۔ جن کی وجہ سے نئی ریاضی کو سمجھا جاسکتا ہے۔

علم کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے ہر مضمون کی ایک بین الاقوامی زبان بن گئی ہے۔ جس کا جاننا ضروری ہے تاکہ نئی تحقیقات اور نئے نتائج سے فائدہ اٹھاتا ممکن ہو سکے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں ریاضی کی مشہور ترین زبان میٹ کے ہے۔ ریاضی کے مکمل مضمون کو مربوط کرنے والا تصور میٹ تھیوری ہی کا ہے۔ جس کا سمجھنا اور جاننا انتہائی ضروری ہے۔

میٹ تھیوری تقریباً تمام ممالک کے ریاضی کے پرائمری نصاب کا اہم حصہ ہے اور ہمارے ملک میں بھی نصاب میں شامل کی گئی ہے۔ ابتدائی جانتوں میں پڑھانے جانے والے سب سے زیادہ میٹ کے بنیادی نظریات کی مدد سے بہت آسانی سے سمجھائے جاسکتے ہیں۔ میٹ کے تصورات کی مدد سے سین کو دلچسپ اور مربوط بنا کر عملی زندگی کے قریب لایا جاسکتا ہے۔ بچے کو اپنے ارد گرد کے ماحول میں رہنے پہلے مختلف چیزوں کے میٹ نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے کھلونوں کو میٹ کی شکل میں دیکھتا ہے۔ ماں باپ اور بہن بھائیوں کا میٹ دیکھتا ہے۔ گھر سے باہر پھولوں اور درختوں کے میٹ نظر آتے ہیں۔ ابتدائی عمر میں اعداد اور گنتی ہے معنی ہے اس وجہ سے فطرت کا تقاضا یہ ہو سکا کہ ریاضی کی تعلیم میٹ تھیوری سے شروع کی جائے۔

انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باعث ابتدائے آفرینش سے ہی غور و خوض کا عادی ہے۔ اس نے جب دنیا میں قدم رکھا تو ارد گرد کے ماحول کی چھان بین شروع کی۔ کئی چیزیں ایک ہی قسم کی دیکھیں اور ان کو ان کے خاصہ کی بنا پر مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ اول سمجھتا کہ دو بڑے بڑے گروہوں میں یعنی جاندار اور غیر جاندار میں تقسیم کیا۔ پھر بڑے گروہوں کا الگ الگ مطالعہ اور تحقیق کی گئی اور چیزوں کے خواص کے مطابق ان

کو مزید چھوڑے چھوڑے گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا۔۔

عام زندگی میں اشیاء کے اجتماع یا اکٹھے کئے مفہوم کو مختلف الفاظ میں ادا کیا جاتا ہے۔ ان الفاظ میں جوڑا ، جماعت ، نول ، جھنڈ ، ہتھیلیہ ، ٹولی ، ملک ، برعظم ، ریوڑ ، گچھا ، ٹیم وغیرہ شامل ہیں۔ ہر گروہ میں ایسی اشیاء شامل ہیں۔ جو کسی مشترکہ خاصیت کی حامل ہوں اور اسی بناء پر آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کسی چیز کا کس گروہ سے تعلق ہے۔ علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کا یہ تصور اور زیادہ وسیع معنی اختیار کرتا گیا۔ مختلف علوم کی بھی جماعت بندی کر دی گئی مثلاً ریاضی ، منطق ، سائنس ، فلسفہ وغیرہ۔ اسی طرح علم کے حصول میں آسانی ہو گئی۔ تاکہ کسی بھی زیر بحث مسئلہ کے متعلق یہ بتایا جاسکے کہ کسی مسئلہ کا کون سے علم سے تعلق ہے۔ سائنسی تجربات اور مشاہدات کی بناء پر علم میں اضافہ ہوتا گیا اور کسی ایک شخص سمجھنے علوم پر حاوی ہوتا ممکن نہ رہا۔ لہذا مختلف علوم مزید تقسیم کر دیئے گئے اور اسی تقسیم میں اس چیز کو مد نظر رکھا گیا کہ علم کے اس خاص حصے میں کون سی مفہومیں مشترک خصوصیات ہیں۔ مثال کے طور پر سائنس کو سمجھتے اس کو کہتے ہی مختلف حصوں میں سے تقسیم کر دیا گیا ہے۔ طبیعیات ، کیمیا ، نباتات ، حیوانات وغیرہ۔ اس تقسیم کے پس منظر میں ایک ہی تصور کا درجہ ہے۔ وہ یہ کہ اس طرح علم کے حصول میں آسانی پیدا ہو اور مختلف اشیاء کا آپس میں تعلق قائم رہے۔ جس میں تعلق کی بناء پر ان کو ایک ہی گروہ یا جماعت میں رکھا جاسکتا ہے۔

انگریزی زبان کا لفظ سیٹ (SET) ہم اردو زبان میں عام بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔ جو کہ جماعت یا گروہ کے ہم معنی ہے مثلاً چائے کا سیٹ (TEA SET) ، واٹر سیٹ (WATER SET) ، صوفہ سیٹ (SOFA SET) وغیرہ وغیرہ اپنے خاص معنی رکھتے ہیں اور بڑی آسانی سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کس چیز کا کس سیٹ سے تعلق ہے۔ ہم یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے ہر سیٹ میں کون کون سی اشیاء شامل

ہوں گی اور کتنی تعداد میں۔

ان مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس طرح خصوصیات کی بنا پر چیزوں کو یکجا کر کے ان کو سیٹ کا نام دینے سے آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ موجودہ دور میں سیٹ کے علم سے آگاہ ہونا نہایت ضروری ہے اس کی اہمیت کے پیش نظر ریاضی میں اس کا واضح تصور پیدا کرنا اور اس کا مختلف علوم میں استعمال سمجھنا لازمی قرار دیا قرار دیا جانے لگا ہے۔

سیٹ کے متعلق اب تک جو بات واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سیٹ مختلف اشیاء کا اجتماع ہوتا ہے اور اس میں شامل اشیاء کی کئی مشترک خصوصیات یا خصوصیات کی بنا پر یہ بتایا جاسکتا ہے کہ کس چیز کا کون سا سیٹ سے تعلق ہے اور کون سے سیٹ سے تعلق نہیں۔ سیٹ کو اب پہلے کی نسبت زیادہ وسیع معنی میں استعمال کیا جاتا ہے یہ لازمی نہیں ہے کہ سیٹ ہمیشہ مقرون اشیاء کا ہی ہو بلکہ مجرد اشیاء یا تصورات کا سیٹ بھی بنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایمانداری، صفائی، وفاداری، خدمت کا سیٹ بھی ہو سکتا ہے اور اسی طرح ایک ہی سیٹ میں مقرون اور مجرد اشیاء بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً صفائی، کتاب، پڑیہ و غیرہ کا سیٹ۔

ہم خود بھی کئی سیٹ کے ممبر ہیں مثلاً اپنے خاندان، اپنی جماعت، اپنی جم کے ریاضی دان اس قسم کے اجتماع یا گٹھ جو سیٹ کا نام دیتے ہیں۔ سیٹ چیزوں، اعداد، اشخاص، اشکال یا تصورات کا اجتماع کہلاتا ہے۔ جو چیزیں، اعداد یا تصورات وغیرہ جو سیٹ بناتے ہیں۔ اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ چیزیں جو سیٹ سے تعلق رکھتی ہیں۔ سیٹ کے ممبر یا اسکے اہل ہوتی ہیں۔

مندرجہ ذیل مثالوں سے سیٹ کا تصور مزید واضح ہو جائے گا۔

۱۔ طلباء کا سیٹ جو ریاضی پڑھتے ہیں۔

۲۔ باغ میں سیب کے درختوں کا سیٹ۔

ظہار و سہمیٹ ریاضی پر طے والے طائیفہ فہموں سے مل کر بنا ہے۔ اس طرح درختوں کے سیٹ میں یہ سب کے درخت شامل ہیں۔ ان مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن اشیاء کے سیٹ بنا ہے۔ ان اشیاء میں کوئی نہ کوئی خاصیت مشترک ہے۔ پس سیٹ اس اجتماع کو کہتے ہیں جس میں شامل ہونے والی چیزیں ایک ہی نوعیت کے تحت رکھی جا سکیں یا ان کی خصوصیات مشترک ہو۔ پس سیٹ کے ممبران کا واضح ہونا لازمی ہے۔

اسی مندرجہ ذیلے مثالوں پر غور کیجئے۔

۱:- غومبھور درخت پر تنوں کا سیٹ۔

۲:- زمانہ بردار بچوں کا سیٹ۔

۳:- بڑے اعداد کا سیٹ۔

مندرجہ بالا تینوں سیٹ کے ممبران واضح نہیں ہیں۔ کیونکہ ”غومبھور درخت“

”زمانہ بردار“ اور ”بڑے“ ایسے الفاظ ہیں جن کا تعین بڑا مشکل ہے۔ لہذا

یہ تینوں مثالیں ریاضی کی زبان میں سیٹ نہیں کہلا سکتیں گی۔

سیٹ مندرجہ ذیل خواص کا حامل ہوتا ہے۔

۱:- سیٹ اشیاء یا تصورات کے اجتماع کو کہتے ہیں۔

۲:- سیٹ کے ارکان میں تکرار نہیں ہوتی یعنی ہر ممکن عنصر ممکن سے مختلف ہوتا ہے

۳:- سیٹ کے ارکان کی ترتیب بدلنے سے سیٹ میں کوئی فرق نہیں

پڑتا۔

۴:- سیٹ مقرون اشیاء کا بھی اور مجرّد اشیاء کا بھی ہو سکتا ہے اور

مرکب بھی (یعنی مقرون اور مجرّد قسم کے ارکان کا) ہو سکتا ہے۔

ان تمام خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم سیٹ کی تعریف یوں کرتے

ہیں۔ ”سیٹ واضح اشیاء یا تصورات کے اجتماع کو کہتے ہیں۔“

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ خالی سیٹ (EMPTY SET) جو کہ وہ سیٹ ہوتا ہے جس کا کوئی عنصر نہ ہو۔ خالی سیٹ میں چونکہ کوئی عنصر نہیں ہوتا اور سیٹ اشیاء کے اجتماع کو کہتے ہیں اس لئے اس کو ایک خصوصی سیٹ تصور کیا جاتے۔

سیٹ کا نظریہ انیسویں صدی کے آخری سالوں میں ریاضی کے میدان میں باقاعدہ طور پر شامل کیا گیا۔ جرمنی کے ریاضی دان ہارٹ کینٹز نے ریاضی کے مشکل مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جس کا تعلق نہ ختم ہونے والی مقداروں کے مطالعہ سے تھا۔ اس مسئلہ کے حل کرنے میں چند سوالات ذہن میں اُبھرتے تھے جیسا کہ !

۱:- کتنے مکمل اعداد ہیں ؟

۲:- دائرے پر کتنے نقاط ہر سکتے ہیں ؟

۳:- کیا لائن پر نقاط کی طرح راج اور راج کے درمیان اور بھی اعداد ہو سکتے ہیں ؟

ہارٹ کینٹز نے اس مشکل مسئلہ کو حل کیا اور اس کے اس کام نے ریاضی میں سیٹ تھیوری کی ابتدا کی۔

جیسا کہ کسی نئے تصور کے بارے میں پیش آتا ہے۔ ویسے ہی نظریہ سیٹ کو ابتدا میں تنقید کا نشانہ بنا پڑا۔ کئی سالوں تک کینٹز کا مذاق اڑایا گتھا۔ لیکن آخر کار ۱۹۲۰ء میں ریاضی دانوں نے نظریہ سیٹ کو اس کی افادیت کی وجہ سے قبول کیا۔ آج کل ہی نظریہ سیٹ ریاضی کی کئی شاخوں میں استعمال ہوتا ہے۔

نظریہ سیٹ ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح سیٹوں کا ملاپ کیا جاتا ہے۔ اور سیٹوں کا مقابلہ کرتے ہوئے تعلق ظاہر کیا جاتا ہے۔

مساوات کا حل، گراف کا کھینچنا، علم امکانات (PROBABILITY) کا مطالعہ اور میٹری کی اشکال کا بیان کرنا، سیٹ کی زبان اور تصورات سے آسان ہو گیا ہے۔ انیکٹر اسٹیمپو میٹر میں سیٹ کے استعمال کے درجہ سے مسائل، ٹیوٹوں اور پرسشیدہ ماڈوں سے جتنے ہیں مدد ملی ہے۔

سیٹ کے اور بھی کئی فوائد ہیں

- ۱:- ریاضی میں سیٹ کے استعمال کی وجہ سے مقرون سے مجزوں کا اصول کار فرما،
- ۲:- سیٹ کا تصور بچوں کی ذہنی نشرو نما کو جلا بخشتا ہے کیوں کہ اس کا انصاف بنیادی طور پر بچوں کی سرگرمیوں پر رکھا گیا ہے۔ بچے خود چیر چیر اسٹیمپو کرتے ہیں اور ان کے مختلف سیٹ بناتے ہیں۔ اس عمل میں کر کے سیکھنے "LEARNING BY DOING" کا اصول کار فرما ہے۔
- ۳:- سیٹ ریاضی کی ایک بین الاقوامی زبان ہے۔
- ۴:- اعداد کا تصور سیٹ کی مدد سے آسانی سے دیا جاسکتا ہے۔
- ۵:- گنتی رکھانے کی سہولت ایک سے ایک (۱-۱) کی مطابقت ضروری ہے۔ جس کے لئے سیٹ ضروری ہے۔
- ۶:- سیٹوں کی مدد سے ریاضی کے بنیادی عوامل جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم کا تصور آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔
- ۷:- نظریہ سیٹ، جیومیٹری، الجبرا اور منطق میں استعمال ہوتا ہے۔
- ۸:- نظریہ سیٹ موجودہ دور میں اعلیٰ ریاضی، طبیعیات اور انجینئرنگ وغیرہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔
- ۹:- سیٹ گراف بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔
- ۱۰:- مساوات کے حل کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔

- ۱۱۔ سیٹ ریاضی کی مختلف شاخوں کو مربوط کرنے کا ذریعہ ہے۔
 ۱۲۔ "Topology" میں نظریہ سیٹ کا استعمال ہوتا ہے۔

ریاضی جیسے اہم مضمون میں وسعت اور گہرائی پیدا ہو رہی ہے۔
 وہ پچاسے قاعدے جو صدیوں سے ہمارے ہنصاب میں بچوں کے توجہ سے
 آ رہے تھے اب موجودہ تحقیق کی روشنی میں ترک کیے جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ
 جدید قواعد اور تصورات لے لی ہے۔ علم ریاضی میں مہارت ضروری ہے
 لیکن اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ مضمون کا انداز اور بصیرت
 حاصل کی جائے۔ اور اگر اور بصیرت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تعلیم
 کے عمل میں متعلم کو مرکزی حیثیت دی جائے اور استاد بچے کی نگہداشت میں
 خود کام کر کے سیکھنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرے۔ ریاضی میں
 یہ صرف سیٹ ہی کی حد سے ممکن ہو سکتا ہے۔

ریاضی محض تصورات اور نظریات کا مجموعہ ہے۔ بچوں کو مجرد
 تصورات دینے کیلئے مقررہ اشیا کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی ضرورت
 ہے۔ یہی وجہ ہے ریاضی کے نئے ہنصاب میں سیٹ پر زیادہ سے زیادہ
 زور دیا گیا ہے اور بچے کو عملی شرکت کا موقع دینے کیلئے اس مضمون
 کو مشاغل، مسرگرمیوں اور کھیل کود میں تعلیم کے ذریعہ پڑھانے کی ترغیب
 دی گئی ہے تاکہ بچوں میں ریاضی سے متعلق دلچسپی پیدا ہو۔

ریاضی کی تعلیم صرف نتائج حاصل کرنے کا نام ہی نہیں۔ اور نہ ہی
 یہ تعلیم نتائج کو ازبر کرانے پر مشتمل ہے۔ ریاضی کی تعلیم میں تصورات کو
 مکمل طور پر سمجھنا بہت اہم ہے۔ اس کے بعد یہ کہ ان تصورات کا نئی صورتحال
 میں استعمال کس طرح ہو گا۔ رٹنے کا عمل غلط ہے۔ بچے ایسی باتیں رٹ لیتے

ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا یا کوئی تعلق ہوتا ہے تو انہیں
 اس کا بالکل علم نہیں ہوتا۔ مثلاً پیار سے رطنا۔ ریاضی کو رٹ کر سیکھنے سے
 بچے کو سخت عہد و جہد کرنی پڑتی ہے۔

سمجھ بغیر سیکھنے سے بچے کی خود اعتمادی اور تخلیقی صلاحیت معدوم ہوتی
 ہے۔ نرسٹن سے بچنے کا دماغ اصل سبیل کی مدد سے ریاضی سیکھنے کا عمل ہے۔

نظامِ تسلیم میں جاترہ کی

اہمیت

☆ محمد اقبال ملک

جاترہ کا عمل درس و تدریس کا لازمی جزو ہے۔ جاترہ ایک ایسا عمل ہے۔ جس کے ذریعے بچوں کی تعلیمی ترقی، ذہنی صلاحیت اور نشوونما کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ بچے کی ذہنی اور جسمانی نشوونما کا جاترہ لینا مدرس کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فرقہ ہے۔ موشر جاترہ درس و تدریس کے عمل میں نہ صرف مدرس کا معاون و مددگار ہوتا ہے۔ بلکہ طلباء انتظامیہ اور والدین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

نمائندہ تسلیم ہی سے اساتذہ اپنے شاگردوں کی ذہنی قابلیت اور استطاعت کو پرکھنے کے لئے جاترہ کا استعمال کرتے چلے آتے ہیں۔ لیکن ان کے جاترہ لینے کا انداز اتنا موشر نہیں تھا۔ وہ اکثر زبانی سوالات و جوابات اور رسمی امتحانات کی مدد سے ہی طلباء کی ترقی کا اندازہ کر سکتے تھے۔ دورِ حاضر میں جاترہ کے زیادہ بہتر اور قابلِ اعتماد طریقوں کا استعمال عمل میں لایا جا رہا ہے۔ ان میں سے ایک پُرانا طریقہ آزمائش یعنی روایتی طرز کے امتحانات ہیں۔ آج بھی ان کی افادیت برقرار ہے اور طلباء و اساتذہ جاترہ کے اس طریقہ سے کافی مانوس ہیں۔ ان روایتی امتحانات کا

طلباء اپنے تعلیم سال کے دوران کئی مرتبہ سامنا کرتے ہیں۔ اور سال کے اختتام پر ان ہی آزمائشوں کی بناء پر طلباء کو اگلی جماعتوں میں ترقی دی جاتی ہے لیکن حیاتِ تہذیب کا عمل کئی سالوں سے مستفید کا موضوع بنا ہوا ہے۔ والدین مہرین تعلیم۔ اساتذہ اور بچے حیاتِ تہذیب کے اس طریقہ کو فرسودہ اور نامقابل اعتبار قرار دے رہے ہیں۔ مہرین کے خیال میں یہ طریقہ بچوں کی جلد ذہنی صلاحیتوں کو پرکھنے سے عاری ہے۔ اس قسم کی آزمائشوں سے طلباء کو تدریسی مواد کو پڑھنے کی ترغیب ملتی ہے۔ جس کے نتیجے میں بچے تصورات کو زبانی یاد کر کے کامیابی حاصل کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور فی الواقع وہ کچھ سمجھ نہیں سکے۔ جو کچھ کہ انہیں سمجھنا چاہیے۔ دورِ جدید میں حیاتِ تہذیب کی سمت کو مکمل طور پر بدل کر اس قسم کے طریقے رائج کئے گئے ہیں۔ جن کی بنیاد پر بچے کی نہ صرف تعلیمی ترقی کا اندازہ لگانا ممکن ہے۔ بلکہ اس کی مجموعی شخصیت کو پرکھنا بھی آسان ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیاتِ تہذیب کی مدد سے آج اساتذہ اور مہرین بچے کے مستقبل کے بارے میں کافی وثوق کے ساتھ راستے قائم کر سکتے ہیں۔ درایتی امتحانات کے علاوہ حیاتِ تہذیب لینے کے درج ذیل چند طریقوں کا استعمال عام ہو گیا ہے۔

۱۔ مشاہدہ :

حیاتِ تہذیب کا نہایت مؤثر اور سادہ طریقہ ہے۔ ابتدائی جماعتوں میں بچے مختلف سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اساتذہ اپنے مشاہدے کے ذریعے ان کی مجلسی، معاشرتی اور عملی نشرو نما کو بہتر طور پر جانچ سکتے ہیں۔

۲۔ گروہی مباحثہ :

بچے مباحثے کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرتے

ہیں۔ مدرسہ ان مباحثوں کی مددگاری میں جائزہ کا عمل سرانجام دیتا ہے۔

۳۔ تیار کردہ اشیاء : بچوں کی تیار کردہ اشیاء سے ان کی مہارتوں اور عملی کام کی جانچ پڑتال کی جاسکتی ہے۔

۴۔ تخریب و تقریب کا تجزیہ : تخریب و تقریب کے تجربے کے ذریعے بچوں کے دلچسپیوں، ماموریتوں، ماموریتوں، ماموریتوں اور ان کی توجہ تخلیق کے بارے میں واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۵۔ شخصی ریکارڈ : شخصی ریکارڈ آج کے دور میں جائزہ کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہیں۔

ان کے علاوہ شخصی دذہنی آزمائشوں کا استعمال بھی عمل میں لایا جا رہا ہے۔

جائزہ کی اقسام

جائزہ کی کئی اقسام ہیں۔ لیکن سہولت کی خاطر ان کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ تحریری جائزہ

۲۔ زبانی جائزہ

۳۔ عملی جائزہ

۱۔ تحریری عبارتہ :

یہ عبارتہ کی بڑی عام اور مقبول قسم ہے جس میں امید واروں کو محدود وقت میں سوالات کے جوابات تحریر کرنے ہوتے ہیں۔ شخصی عبارتہ - ذہانت کا عبارتہ اور اکتسابی یا عملی عبارتہ عام طور پر تحریری صورت میں ہی لیا جاتا ہے۔ تحریری عبارتہ کو مزید تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مضمون نویسی (ESSAY TYPE)

۲۔ معروضی عبارتہ (OBJECTIVE TYPE)

۳۔ تحقیقاتی مقالہ (THESIS)

۱۔ مضمون نویسی :

عبارتہ کا عمل مختصر سوالات اور لمبے جوابات پر مشتمل ہوتا ہے۔ سوالات کے جوابات مضمون کی صورت میں دیے جاتے ہیں۔ سوالات کو مرتبہ کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا لیکن اچھے اور میاں سوالات مرتبہ کرنے میں اس عبارتہ کی قابلیت اور ہارت کو کافی دھل ہوتا ہے۔ ان سوالات کے جوابات جانچنے میں بھی کافی وقت لگتا ہے۔ اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ ممتحن جوابات دیکھتے وقت اپنے محضوں انداز، نظر بات اور تعصبات کے تحت جوابات جانچتا ہے۔

۲۔ معروضی عبارتہ :

اس قسم کے عبارتہ میں امید واروں کو مختصر جوابات لکھنے ہوتے ہیں۔ سوالات کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اور جوابات نہایت مختصر اور اکثر صرف دائرہ یا (س) کا نشان لگا کر دیے جاتے ہیں۔ انہیں جانچنے وقت ممتحن

کا ذاتی تقصیب، پسند و ناپسند و عینہ اثر انداز نہیں ہوتے۔ جوابات جانچنے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا۔ لیکن سوالات مرتب کرنے کے لئے کافی تیار رہنا اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ شخصی جائزے اور ذاتی جائزے کے جائزے عام طور پر اسی صورت میں مرتب کئے جاتے ہیں۔ آج کل اکتسابی جائزے بھی معروفی شکل میں مرتب کئے جا رہے ہیں۔ اکتسابی جائزے مرتب کرنے وقت معروفی سوالات کی مندرجہ ذیل باتیں استعمال کی جاتی ہیں۔

- ۱۔ کئی جوابات میں صحیح جواب کو تلاش کرنا۔
- ۲۔ ہاں یا نہیں میں جواب دینا۔
- ۳۔ غلط اور صحیح جملوں کی پہچان کرنا۔
- ۴۔ جملے مکمل کرنا۔
- ۵۔ ایک جیسے عناصر کو اکٹھا کرنا۔

۱۔ تحقیقاتی مقالہ : اس قسم کے جائزے میں امیدوار کسی ماہر کی نگرانی میں کسی خاص طے شدہ مسئلہ پر تحقیق کرتا ہے۔ اور تحقیقاتی مقالہ مرتب کرتا ہے اس قسم کے جائزے سمیٹنے کا کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ اور اکثر جائزے کا عمل کئی کئی سال جاری رہتا ہے۔ یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اس قسم کا جائزہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔

۲۔ زبانی جائزہ : اس قسم کے جائزے میں محقق اور امیدوار آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ اور سوالات اور جوابات کا سلسلہ زبانی گفتگو پر مشتمل ہوتا ہے اس قسم کے جائزے میں محقق کی ذاتی رائے کافی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اس

اس لئے ممکن نہ صرف ماہر ہونا ضروری ہے ۔ بلکہ اسے اعلیٰ شخصی کردار کا مالک بھی ہونا چاہیے تاکہ وہ صحیح راستے پیش کر سکے ۔

۳۔ عملی جائزہ :

امیہ داروں کو کوئی عملی کام کرنے کو کہا جاتا ہے ۔ اور مشاہدہ کے ذریعے ان کی عملی دہارتوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے ۔ ابتدائی جماعتوں میں جائزہ کی یہ صورت کافی ترشہ اور مفید ثابت ہو سکتی ہے

جائزہ کی اہمیت اور مقاصد

جائزہ کا عمل نظام تعلیم میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے ۔ مؤثرہ جائزہ کے بغیر تدریس کا عمل تشنہ تکمیل رہتا ہے ۔ تعلیمی میدان میں جائزہ اسکاتذہ ۔ طلباء ۔ والدین اور انتظامیہ سمیت ہر شخص کا کام دیتا ہے اور جائزہ کے عمل کے ذریعے معاشرہ اپنے بچوں کی صلاحیتوں کے متعلق معلومات حاصل کرتا ہے ۔

جائزہ کے چند اہم مقاصد درج ذیلے ہیں ۔

- ۱۔ بچوں کی ذہنی صلاحیت اور تعلیمی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے
- ۲۔ بچوں کی گمراہی کو روک دینا ہے ۔
- ۳۔ نصاب کی خامیوں کی نشاندہی ہوتی ہے ۔
- ۴۔ تدریسی مقاصد کی تکمیل کا پتہ چلتا ہے اور ان کا حصول ممکن ہوتا ہے ۔

- ۶:- عاتزہ بچوں میں تحریر کی پیدا کرتا ہے۔
- ۷:- عاتزہ کے عمل سے بچوں میں مقصد کا صلاحیت بڑھتی ہے۔
- ۸:- عاتزہ رہنمائی و مشاقت کیلئے ضروری ہے۔
- ۹:- عاتزہ کے ذریعے اساتذہ اپنے طریقہ تدریس کو جانچتے ہیں۔
- ۱۰:- انتظامیہ کو اساتذہ کی کارکردگی کا اندازہ ہوتا ہے۔
- ۱۱:- امتحانات کے نظام کو بہتر بنانے کا عمل جاری رہتا ہے۔
- ۱۲:- مؤثر عاتزہ طلباء کی ضروریات - ان کے مسائل اور اور ان کی دلچسپیوں سے واقفیت حاصل کرنے سے مدد دیتا ہے۔
- ۱۳:- عاتزہ تدریسی مرکز میں اور طریقہ ہائے تدریس کے بہتر انتخاب میں اساتذہ کو رہنمائی بہم پہنچاتا ہے۔
- مختصراً عاتزہ کا عمل اساتذہ و طلباء کو اعلیٰان کی فضا میں درس و تدریس کے عمل کو مؤثر بنانے میں مدد دیتا ہے۔ والدین اور انتظامیہ کو تعلیمی ترقی سے آگاہ کر کے تعلیمی نظام کے کئی اصلاح کی ضرورت رہنمائی کرتا ہے۔ اور تدریسی مقاصد کے حصول کو ممکن بناتا ہے۔

جائزہ کے اصول

معیاری جائزہ کھیلنے ضروری ہے کہ وہ بچوں کی شخصیت کا مکمل نقشہ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس عمل کو بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل رہنما اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

- ۱۔ جائزہ ایک لگاتار عمل کی صورت میں ہونا چاہیے۔ اسے صرف سالانہ اور سہ ماہی امتحانات تک ہی محدود نہ رکھا جائے بلکہ مسلسل عمل کے طور پر جاری رہنا چاہیے۔
- ۲۔ جائزہ تدریسی مقاصد کے مطابق ہونا چاہیے۔
- ۳۔ جائزہ قابل اعتماد ہونا چاہیے۔
- ۴۔ جائزہ حیا ہر - جس سے بچوں کی شخصیت کے متعلق پوری معلومات حاصل ہوں۔
- ۵۔ جائزہ انفرادی اور گروہی کمزوریوں کی نشاندہی کر سکے۔
- ۶۔ بچے کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو جانچنے کیلئے جائزہ میں کئی طریقے آزمائے کی گنجائش ہو۔
- ۷۔ جائزہ کی مدد سے جو معلومات (DATA) حاصل ہوں ان کا تجزیہ تنقیدی انداز سے کیا جائے۔
- ۸۔ جائزہ کے نتائج کو مناسب طور پر استعمال میں لایا جائے۔
- ۹۔ جائزہ (FEED BACK) اصلاح مہیا کرنے کا حامل ہوں۔

صحّت و تعلیم جسمانی کی

اہمیت و مقاصد

مسکد محشور

ہر آدمی خواہ وہ بڑھا کھٹا ہو یا کم پٹھہ۔۔۔ اپنی زندگی کی حفاظت ضرور ضرورتاً ہے۔ صحت کے معنی جاننے پر یا نہ جاننے پر وہ صحت مند ہے کی اور لمبی عمر پانے کی آرزو ضرور رکھتا ہے۔ یہ ایک عام سی بات ہے کہ صاف ستھرا ماحول، متوازن غذا اور ورزش کی باتاعدگی ہی صحت کی ضامن ہے۔ آپ یقین کریں انہیں چیزوں کو ہلا کر صحت و تعلیم جسمانی کا نام دیا گیا ہے اور اسی بنا پر اس کی اہمیت کا احساس آجا کر ہوتا ہے۔

ایک بچہ سائنس یا آرٹس کی بہت بڑی ڈگری حاصل کر بھی لے اور وہ صحت و تعلیم جسمانی کو نہ سمجھے تو یہ بڑی بڑی ڈگریاں اس کے لئے سب بیچ پر ہرگز رہ جائیں گی کیونکہ صحت مند نہ ہونے کی وجہ سے والدین، محبت، گاہل، ملک و قوم اور معاشرہ کی کوئی آمد نہ کر سکے گا اور ان ڈگریوں سے معاشرہ کا مفید رکن ثابت نہ ہو سکے گا۔ جب تک وہ خود صحت مند نہ ہو گا۔

آج کا بچہ کل کا باپ ہو گا۔ اگر آج کا بچہ صحت سے نہیں ملے گا

عمل پیرا ہو جائے تو یہی بچہ کل کچھ باپ کی حیثیت سے اپنے بچوں اور خاندان کو انہیں صحت کے زرخیز اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرے گا اور اس طرح پاکستان میں صاف ستھرا اور صحت مند معاشرہ جنم لے گا جہاں بیماریوں سے پاک عافیت نصیب ہر بشر کو نصیب ہوگی۔

یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے موجودہ اساتذہ کرام نے خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ کیونکہ دہی قوم کے معارف تصور ہرستے ہیں۔ صحت و تعلیم حیرانی کا موجودہ نصاب نئی تعلیمی پالیسی کے تحت ۱۹۷۲ء سے سکولوں میں رائج کیا گیا یہ نصاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ : جماعت اول سے تا جماعت پنجم۔

دوسرا حصہ : جماعت ششم تا جماعت ہشتم۔

تیسرا حصہ : جماعت نہم تا جماعت دہم۔

اگر اساتذہ کرام ابتداء ہی سے بچوں کی صحیح رہنمائی کرنا شروع کر دیں اور صحت کے زرخیز اصولوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو نچے صحت و تعلیم حیرانی کی اہمیت سمجھنے لگ جائیں گے۔ کیونکہ یہ ایک عملی چیز ہے۔ اس کی افادیت اور اہمیت سمجھتے ہی ان اصولوں پر باقاعدگی سے عمل پیرا ہو جائیں گے۔ اسی طرح رفعتِ رفعت یہ ان کی عادت بن جائے گی اور وہ تاحیات ان صحت کے زرخیز اصولوں کو ہرگز نہ بھولیں گے اور صحتمند زندگی سے نطفہ اندوز ہو سکیں گے۔

خود ہی بچوں پر صحت و تعلیم حیرانی کے اصولوں کی اہمیت اور افادیت واضح ہونی شروع ہو اُس وقت استاد جان لے گا اُس نے اپنے فرض کو

پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے اور یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ واقعی وہ قوم کا معجزہ معمار ہے۔

یہی وہ آج کا بچہ ہو گا جو کل کا باپ بنے گا اور اپنے استاد کا دیا ہوا سبق باپ کی حیثیت سے اپنے بچوں کو بتاتے گا اور وہ بچے اپنے باپ کو ان صحت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے دیکھیں گے چنانچہ خود بھی والدین اور استاد کی پیروی کریں گے۔ ان بچوں کے والد کا استاد صرف ایک استاد ہی تھا لیکن اب ان بچوں کے تین استاد ہوں گے، والد، والدہ اور استاد۔ والد اور والدہ گھر میں بچے کی تربیت کریں گے اور استاد سکول میں۔ اس طرح پاکستان کا ہر بچہ صحت مند زندگی گزارے گا اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ معاشرے اور ملک و قوم کا مفید اور اہم رکن ثابت نہ ہو۔

صحت و تعلیم جسمانی کے مقاصد

صحت و تعلیم جسمانی کا مقصد معاشرے کے ہر فرد کو اس طرح تربیت دینا ہے کہ وہ اپنی صحت کی پینار پر اس قابل بن جاتے کہ اپنے گھر، خاندان یا معاشرے اور ملک و قوم کے لئے مفید خدمات سر انجام دے سکے۔ علاوہ ازیں پیدائش سے تا حیات صحت مند زندگی سے نطفہ اندوز ہو سکے۔

تعلیم جسمانی کا مقصد صحت فکر کے ساتھ ساتھ صحت بدن کو بھی ترقی دینا ہے تاکہ صحت فکر (HEALTH OF MIND) اور صحت بدن یعنی (HEALTH OF BODY) ہر دو قوتیں متوازی طور

پہر ترقی کمریں اور ذہن میں سرچھی ہوتی سکیم سو علی جاموہ پہنایا جانے
 اور غسل کرتے وقت بجچہ کم ہمتی اند کمزوری نہ محسوس کرے۔ سیکھو کہ
 بجچہ ذہنی طور پر چوکچہ سر ہوتا ہے۔ اس پر عمل کرتے وقت بجچہ اس لئے
 ناکام ہر ہوتا ہے کہ اسے صحیح رہتا نہیں ملتا اور اس طرح سرچھتے رہتے سے اس
 کا دماغ تو ترقی کرتا رہتا ہے لیکن اس کا جسم علی طور پر دماغ کا ساتھ
 نہیں دے سکتا اور اپنی زندگی میں عملاً ناکام رہتا ہے۔ اس لئے بچے کو
 جسمانی طور پر اس قابل بنانا ہے کہ وہ معاشرے کا اہم اور مفید رکن ثابت
 ہو سکے۔

نمونے کا ایک سبق

حاضی محمد بشیر الدین

نوٹ:۔ فن تدریس کی جدید کتب کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ تدریس ایک مشترکہ/دو سمتی عمل ہے۔ یعنی باہمی ابلاغ (INTER COMMUNICATION) ہے اس لئے اس کی کامیابی اور اثر انگیزی کیلئے دو عناصر بے حد اہم اور ناگزیر ہیں۔ ایک۔ یہ کہ اظہار، خیال و صاحت سے کیا گیا ہو اور دوسرا یہ کہ اس میں احساسِ شرکت ہو۔

چنانچہ اب تدریسی مقاصد کو متعین کرنے وقت "قوتِ تمخیل" متصورہ اور مقررہ کی تربیت "جیسی ثقیل اور دوائی اصطلاحات کی بینکاری کے بجائے معلم مقاصد کو بالکل واضح اور بعد از سبق قابلِ پیماش بنا کر رکھنے کو سعی کرتا ہے۔ اور طلباء میں احساسِ شرکت پیدا کرنے سے لئے قصہ گوئی میں بھی سوالات کے تکنیک کے ذریعے طلباء کے تجربات و معلومات کی بنیادوں پر نئے سبق کے عمارت کھڑی کرتا ہے۔ سرگرمیوں کی بھی واضح نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ خاکہ سبق قطعاً مثالی اور حتمی حیثیت کا نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ متذکرہ جدید محررات کو اپنانے کی ایک کوششِ ناقص ہے۔

مضمون : اسلامیات

عنوان : ہجرتِ مکہ

جماعت : پنجم

تدریسی مقاصد : اس سبق کی تدیس کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ بتا سکیں کہ :-

۱۔ مسلمان قریشِ مکہ کے ظلم و ستم کی وجہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔

۲۔ ہجرتِ مدینہ کے واقعات بیان کر سکیں۔

۳۔ مدینہ النبیؐ کا پرانا نام یثرب بتا سکیں۔

۴۔ بیعتِ عقبیٰ اولیٰ کی شرائط بیان کر سکیں۔ یہ بتا سکیں کہ نبیؐ مسلمانوں سے پانچ باتوں کی بیعت لیتے تھے۔

۵۔ بیعتِ عقبیٰ ثانی میں موجود مسلمانوں کی تعداد بتا سکیں۔

۶۔ ہجرت کے وقت حضور اکرمؐ کے رفیقِ سفر کا نام بتا سکیں۔

۷۔ ہجرت کی رات آنحضرتؐ کے بستر پر لیٹے والے صحابیؓ کا نام بتا سکیں۔

۸۔ اُس فار کا نام بتا سکیں جس میں آنحضرتؐ نے تین روزہ قیام

فرمایا۔

۹۔ قریش کے قاتلانہ منصوبہ کو اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں۔

۱۰۔ سراقہ بن مالک کی گستاخانہ حرکت اور نتیجہ کے بارے میں بتا سکیں

۱۱۔ قبا میں تبیر مسجد اور حضورؐ کی پہلی نماز جمعہ کے بارے میں بتا سکیں۔

۱۲۔ عرب کے نقشے میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی نشاندہی کر سکیں

طریق تدریس : قصہ گوئی و سوال و جواب۔

تدریسی معاونات : عرب کا نقشہ - مدینہ کا نقشہ - پہاڑ کی تصویر - فار کی

تصویر - مدینہ منورہ کی تصویر - گھوڑے کی ایسی تصویر جس میں گھوڑے

کے پاؤں دھنستے ہیں۔ (VIEW MASTER AND REELS)

تمہیدی گفتگو / تعارف :

۱۔ ہمارے نبیؐ کا کیا نام ہے ؟

۲۔ نبی اکرمؐ کہاں پیدا ہوئے ؟

۳۔ آنحضرتؐ کا روضہ مبارک کس شہر میں ہے ؟

۴۔ حضورؐ نے اپنا دطن کیوں چھوڑا - کیا

مدینہ کیوں تشریف لے گئے ؟

پیشکش - سرگرمی ۱ : سعودی عرب کا نقشہ آدیناں کھاتے ہوئے اور مدینہ

سوالاں کی مدد سے قصہ گوئی کے طریقہ کو دوبارہ عمل لاتے ہوئے ہجرت کے

مردنوع پر گفتگو ہوگی۔

- ۱۔ یہ کس ملک کا نقشہ ہے ؟ (عرب کا)
- ۲۔ یہ ملک پاکستان کی کس طرف / سمت واقع ہے ؟
- ۳۔ اس نقشہ میں مکہ شریف کی نشان دہی کد (بچہ تلاش کر کے دکھاتے)

۴۔ مدینہ منورہ کہاں واقع ہے ؟ (")

- ۵۔ قریش مکہ نے حضورؐ اور مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ؟
- (طرح طرح سے ظلم سے ادب بہت تنگ کیا)
- ۶۔ کس شہر کے لوگوں نے حضورؐ کی دعوتِ اسلام پر لبیک کہی۔
- (مدینہ منورہ)

۷۔ مدینہ منورہ کا چرانا نام کیا تھا۔ ؟

- ۸۔ بیعت عقبی میں نبیؐ نے مدینہ کے لوگوں کے من پانچ باتوں پر بیعت لی ؟

(۱) ہم صرف خدا کی عبادت کریں گے اور کسی کو شریک نہیں مانیں گے۔

(۲) چوری ، بدکاری سے بچیں گے۔

(۳) اپنی مرضیوں کو قتل نہیں کریں گے۔

(۴) کسی پر جبری تہمت نہیں لگائیں گے۔

(۵) ہر بات میں رسولؐ کی سنت سے پیروی کریں گے۔

۹۔ پہلی بیعت میں کتنے صحابہؓ شریعت پر بیعت کیے ؟

۱۰۔ دوسری بیعت میں کتنے صحابہؓ شریعت پر بیعت کیے ؟ (۴۳)

۱۱۔ قریش نے حضورؐ کے قتل کا منصوبہ کیوں بنایا ؟

بڑھتی ہوتی طاقت سے خوفزدہ ہو کر

- ۱۲۔ ہجرت کی رات کو آنحضرتؐ نے اپنے بستر پر کسے بٹایا؟ (حضرت علیؓ کی)
- ۱۳۔ ہجرت کے وقت حضورؐ کا رفیق سفر کون تھا؟ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)
- ۱۴۔ دوسری ہجرت کے وقت حضرت عباسؓ نے مدینہ والوں سے کیا کہا؟ (یہ اچھی طرح جان لو کہ محمدؐ کو اپنے ہاں بٹا کر تمہیں سارے عرب سے جنگ مول لینا پڑے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت آنے پر تم کمزوری دکھاؤ۔)

- ۱۵۔ مدینہ والوں نے کیا جواب دیا؟ (دعویٰ کیا کہ وہ دین اسلام کی اشاعت میں حضورؐ کی پوری مدد کریں گے۔ اُن کی اور مسلمانوں کی دیکھ بھال اپنے اہل و عیال سے زیادہ کریں گے)
- ۱۶۔ اس موقع پر آنحضرتؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟ (آپؐ نے فرمایا کہ میرا مرنا جیسا آپؐ لوگوں کے ساتھ ہو گا۔)

- ۱۷۔ آنحضرتؐ کو تستہ کرنے کی تجویز کس نے پیش کی تھی؟ (ابو جہلؓ نے)
- ۱۸۔ حضورؐ نے ہجرت سے وقت حضرت علیؓ سے کیا فرمایا؟ (میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں۔ انہیں داپس کر کے مدینہ چلے آنا)

سرگرمی ۲۔ چار کی تصویر کی نمائش جس میں غار بنی ہوتی ہو۔

اس کی تصویر کی تصویر ہے؟ (پہاڑ کی)

۲۔ یہ پہاڑ بنی ہوئی کیا چیز نظر آتی ہے؟ (غار)

(۶۵) سورہ احزابؑ کا نام ہے جس میں ہجرت کے دوران حضورؐ نے قیام کیا تھا۔ اس کا نام کیا ہے؟ (غارِ ثور)

- ۴۔ غارِ ثور کتنے دور ہے ؟ (۹ کلومیٹر)
 ۵۔ آپ نے غارِ ثور میں کتنے دن قیام فرمایا ؟ (۳ دن)
 ۶۔ غار کی طرف کفار کس آتے ہو تھے دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ پر کیا اثر ہوا ؟ (وہ غمگین ہو گئے)
 ۷۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پریشان دیکھ کر آپ نے ان سے کیا فرمایا (لَا تَحْزَنْ اِنَّ اَدْلٰهٖ مَعَنَا) علم نہ سمجھا رہے ساتھ ہے۔
 سرگرمی ۳: زمین میں دھنسنے ہوئے گھوڑے کی تصویر کی نمائش

- ۱۔ آپ کو اس تصویر میں کیا دکھاتی ہے رہا ہے ؟ (ایک گھوڑا جس کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنسی ہوتی ہیں)
 ۲۔ سراقہ بن مالک کس کی تلاش میں نکلا تھا ؟ (حضورؐ کی تلاش میں)
 ۳۔ آنحضرتؐ کو کیوں پکڑنا چاہتا تھا ؟ (تاکہ آپؐ کو قریش کے حواری کر کے انعام حاصل کرے)
 ۴۔ حضورؐ سے قریب پہنچ کر گھوڑے پر کیا گزری ؟ (گھوڑے نے ٹٹو کر کھاتی اور پاؤں زمین میں دھنس گئے)
 ۵۔ سراقہ نے حضورؐ سے کیا فریاد کی ؟ (کہ اسکی غلطی معاف کر دی جائے)
 ۶۔ حضورؐ نے سراقہ سے ساتھ کیا سلوک کیا ؟ (اسے معاف فرمادیا)

سرگرمی ۴: مسجد کی تصویر کی نمائش :

- ۱۔ یہ کس چیز کی تصویر ہے ؟ (مسجد)
 ۲۔ قبا نامی جگہ مدینہ سے کتنی دور ہے ؟ (۵ کلومیٹر)
 ۳۔ حضورؐ نے قبا میں کتنے روز قیام فرمایا ؟ (۴ دن)

- ۴۔ حضورؐ نے قبا میں کون کس عمارت سے تعمیر فرمائی؟ (مسجد نبا)
 - ۵۔ آنحضرتؐ کس روز مدینہ منورہ تشریف لے گئے؟ (جمعہ سے دن)
 - ۶۔ حضورؐ نے جوہ کی پہلی نماز کہاں ادا فرمائی؟ (بنی سالم کے محلہ میں)
 - ۷۔ میثرب والوں نے آنحضرتؐ کا کیسا استقبال کیا؟ (بہت پرجوش استقبال کیا)
- سرگرمی ۵:** مدینہ منورہ کی تصویر کی نمائش جس میں گنبد خضریٰ نمایاں نظر آتے۔

- ۱۔ یہ کس شہر کی تصویر ہے؟ (مدینہ منورہ کی)
- ۲۔ اس شہر کا پہلا (پُرانا) نام کیا تھا؟ (میثرب)
- ۳۔ یہ گنبد کیوں مشہور ہے؟ (آنحضرتؐ کے روحِ مبارک کا گنبد ہے)

حکایت: مقاصدِ تدریس کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوال پوچھے جاتینگے:-

- ۱۔ حضورؐ مکہ سے مدینہ کیوں ہجرت کی؟
- ۲۔ مدینہ منورہ کا پُرانا نام کیا تھا؟
- ۳۔ نبی اکرمؐ سے ساتھ مدینہ کون گیا؟
- ۴۔ ہجرت کی رات نبیؐ نے اپنے بستر پر کیسے بیٹھنے کی ہدایت فرمائی؟
- ۵۔ بیعت عقبیٰ میں آپؐ نے مدینہ والوں سے کن باتوں کی دعوت لی؟
- ۶۔ دوسری بیعت میں کتنے صحابہؓ نے شرکت کی؟
- ۷۔ اس غار کا کیا نام ہے جس میں ہجرت سے مدائن آپؐ نے قیام فرمایا؟
- ۸۔ غار ثور میں کتنے دن قیام فرمایا؟
- ۹۔ حضورؐ نے قبا میں کون کس عمارت سے تعمیر کی؟
- ۱۰۔ قبا میں کتنے روز قیام فرمایا؟

- ۱۲۔ اہل مدینہ آنحضرتؐ سے ساتھ کس طرح پیش آتے ؟
 ۱۳۔ سراقہ بن مالک نے کس ارادے سے آنحضرتؐ کا تعاقب فرمایا ؟
 ۱۴۔ سراقہ بن مالک کا کیا عشر ہوا ؟
 ۱۵۔ حضورؐ نے سراقہ بن مالک سے کیا سلوک کیا ؟

مشاغلی :

- ۱۔ طلباء مٹی سے پہاڑ بنا کر ان میں غار بناتیں ۔
 ۲۔ وہ پانچ شرائط لکھ کر دکھاتیں ۔ جن پر آنحضرتؐ نے بیعت لی ۔
 ۳۔ نقشے پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی نشان دہی کریں ۔
 ۴۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ یکسر کے راستے کی نشان دہی کریں ۔
 ۵۔ دیہاتیں ، بیت اللہ شریف ، منی ، مزدلفہ ۔
 جیل انور ۔ غار ثور ۔ مسجد قبا ۔ مدینہ منورہ ۔ اور دیگر
 مقدس مقامات کی زیارت باہری باہری کریں ۔

پرنٹرز: - بیچر گورنمنٹ پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری ڈیپارٹمنٹ
صوبہ سرحد پشاور